ہفت روزہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۲ شمارہ نمبر ۵

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسلام کا معاشی نظام

چند مبارک ساعتیں

محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کی مجلس میں

امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں مرزائی اعتراضوں کے جوابات

قادیانیوں کے ساتھ حق و باطل کا فیصلہ کرنے کیلئے بارہ اصول و ضوابط

عدالتِ عالیہ میں قادیانی مقدمات سے متعلق محفوظ فیصلہ پر مرزا طاہر کا خطرناک بیان

کیا یہ خطرے کی گھنٹی تو نہیں ہے؟ اداریہ

؎ آشنا ہم نے جسے طرزِ تکلم سے کیا — اس حریف بے زبان کی گفتاری بھی تو دیکھ

قسط نمبر ۲

فرقہ واریت کا الزام اور حقائق

کیا فرقہ واریت آج کی پیداوار ہے؟

فیصل آباد کے ایک جج کی علماء کرام کے خلاف ہرزہ سرائی اور اس کا جواب

تحریر: مولانا ابو یوسف قریشی حضرو، اٹک

جس کی سرکوبی اور بیخ کنی کے لئے جہاد کر کے ہزاروں صحابہ کرامؓ کو شہید کروا کے اس کی نبوت کاذبہ کے ڈھونگ کو پیوند خاک کیا تھا۔ اور آج وہ کون ملعون و مردود فرقہ ہے کہ جس کے گرو گھنٹال نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ختم نبوت کو اہل مغرب کے سایہ شیطنت میں بکھیرنے اور لوٹنے کی کوشش کی۔ اگر آپ یہ کہیں کہ میری وحدت سے مراد وحدت اسلامیہ ہے اور میری لیلائے فرقہ واریت اس موضوع سے باہر ہے تو کوئی جواب میں کہہ سکتا ہے کہ مسلیمہ کذاب اور مرزا دجال بھی تو دعویٰ نبوت سے پہلے مسلمان تھے۔ لیکن دعویٰ نبوت کے بعد ارتداد اور کفر کی وادی خاردار میں الجھ کر جنت سے دور بہت دور جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نشیمن بنا لیا۔ کیا آپ اس فرقہ کے بارے میں فرقہ واریت کی آڑ میں نرم گوشہ رکھیں گے؟ اگر آپ کا سینہ قادیانیت کے فرقہ کو اقلیت قرار دینے پر غیظ و غضب سے ابل رہا ہے تو اس کو اگل دیجئے اور پھر دنیا و آخرت میں اپنا حشر دیکھ لیجئے۔ آج کے گئے گزرے دور کا مسلمان بھی اپنے کملی والے آقا کے بارے میں اتنا بے غیرت اور بے حمیت نہیں کہ بایں ہمہ آپ کے وجود کو اور آپ کی نام نہاد کرسی عدالت کو برداشت کر سکے؟ اگر آپ دین اور حاملین دین کے بارے میں مخلص اور انصاف پرور نہیں تو پھر کرسی عدالت پر براجمان رہنے کا آپ کو کیا استحقاق ہے؟ بات ذرا باریک ہے' دقیق ہے' عمیق ہے اور شاید آپ کی فہم رسا سے بعید۔ لیکن ہم یہ کہنے پر تو حق بجانب ہیں۔

ہم سے الجھو گے تو پھر دنیا میں جیو گے کیسے
ہم تو وہ ہیں جو ظلم کی ہر دیوار گرا دیتے ہیں

جناب صدیقی صاحب! حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ حضرت سیدنا عثمانؓ اور حضرت سیدنا علیؓ کے خون سے ہاتھ رنگنے والا کون تھا؟ کیا آپ بقول اپنے اس کا ذمہ دار بھی حضرت مولانا فلاں اور حضرت فرید العصر علامہ دوراں کو ہی ٹھہرائیں گے۔ بلے او! آپ کی شان تحقیق اور نگاہ عمیق اور آپ کے علم و عقل کی وسعت محیط۔

شمس و قمر کو دیکھ کے فقیر نے کہا
مجھے تو نظر آتی ہے یہ بھی روٹیاں

اس کے ساتھ ہی جناب صدیقی صاحب کو دعوت فکر ہے کہ آج صدیقؓ و فاروقؓ کو کفر کی زنجیر میں جکڑنے والا کون فرقہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بناتؓ اربعہ کا انکار کر کے حضرت عثمان ذی النورینؓ سے دوہرے شرف صہریت نبیؐ کو چھیننے والا کون ہے؟ حضرت سیدنا علیؓ کا محب بن کے ان کے ہی اس فرمان عالی کو منافقت کے دبیز پردوں میں چھپانے والا کون ہے؟ فرمایا علیؓ نے قد فلت من صہر مسلم بنالا اے عثمانؓ آپ کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوہرا شرف صہریت ہے وہ صدیقؓ و فاروقؓ کو بھی نہیں۔ آج حضرت سیدنا علیؓ کے بارے میں یہ اشعار پڑھ کر اپنے ایمان کو دیمک لگانے والا اور حضرت علیؓ کے شرف صحابیت کو روندنے والا کون ہے؟

؎ آدم کا کہیں نام نہ تھا جب سے علیؓ ہے
یہ دفتر کونین کا فرد ازلی ہے
جبرائیل کا استاد ہے اللہ کا ولی ہے
اس نام کی تسبیح تو فرشتوں نے پڑھی ہے
جب خالق نے عالم کو خلق کیا تھا
اس وقت یہ مشورہ حیدرؓ سے لیا تھا

کیوں صدیقی صاحب! کچھ آنکھیں کھلی ہیں۔ یا اب بھی ویسے بند رکھے ہوئے ہیں۔ لیکن اس میں ہمارا کیا قصور!

؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
آفتاب عالمتاب راچہ گناہ؟

جناب صدیقی صاحب نے حکمرانوں کو یہ مشورہ بھی دیا ہے کہ ان علمائے دین کو مصطفیٰ کمال پاشا کے قدم بہ قدم چلتے ہوئے دور کسی گہرے سمندر میں غرق کر دینا چاہئے۔ چشم ما روشن دل ماشاد حکمرانوں کو دعوت ہے کہ صدیقی صاحب کا مشورہ قبول کریں۔ اس منصوبہ خلیفہ کا کھلے عام اعلان کریں۔ علمائے دین کا عصائے کلیمی آپ کا سر دھنے کے لئے پوری طرح تیار ہے۔ ذرا اس کفر کش زہریلے خون کو چھیڑ کے تو دیکھیں۔ انشاء اللہ کچھ دیر نہیں لگے گی کہ سب کو سانپ سونگھ جائے گا۔ لیکن حکمرانوں کو اپنے پیشرو سکندر مرزا کی تاریخ کو سامنے رکھنا ہوگا کہ اس کی بھی نشہ اقتدار میں شرارت کی رگ پھڑکی تھی اور اس نے بھی جناب صدیقی صاحب کے مشورہ کا ہی اظہار کیا تھا۔ لیکن خدائے بزرگ و برتر کی خاموش لاٹھی حرکت میں آئی۔ اس کی ہی حکومت کے ایک جرنیل نے اس کو مرغا بنا کر بیک بینی و دو گوش سات سمندر پار دھکا دے دیا تھا۔ شنید ہے کہ لندن کے ہوٹل کا منیجر بنا اور وہیں مرکھپ گیا۔

پہنچا وہیں جہاں کا خمیر تھا

اب بھی الحمد للہ غازی و شہید صدر محمد ضیاء الحق مرحوم و مغفور کے سدھائے ہوئے کفر بیزار جرنیلوں کی کمی نہیں۔ جو اب بھی اسلام کے رشتہ مقدسہ کی نسبت سے علمائے دین کی نگاہ ناز کے اسیر ہیں اور ان کے نورانی چہروں کو دیکھنے کے لئے بے تاب نظر آتے ہیں۔ صدیقی صاحب کو غلط فہمی یا اس خوش فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہئے کہ ہم مسلمان مختلف ہیں۔ اگر آپ کو اس بات کا یقین نہ ہو تو "تحریک ختم نبوت" اور "تحریک نظام مصطفیٰ" اس پر شاہد عدل ہیں۔ معلوم نہیں صدیقی صاحب اسلام کا وہ کون سا نقشہ سامنے لانا چاہتے ہیں جو علمائے امت نہیں پیش کر رہے ہیں؟ کہیں وہ دین اکبری کو ہی دین الٰہی تو نہیں سمجھ بیٹھے؟ اگر یہ ہے تو بڑا حادثہ ہے۔

اس زلف پہ پھبتی شب دیجور کی سوجھی
اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

جناب صدیقی صاحب! آپ کا یہ خواب بلی کے چھیچھڑوں کا خواب ہے۔ جس کی تعبیر انشاء اللہ آپ

باقی صفحہ ۱۲ پر

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT

AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE

مدیر مسئول عبدالرحمن باوا

جلد ۱۲ | ۱۸ تا ۲۴ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ مطابق ۹ تا ۱۵ جولائی ۱۹۹۳ء | شمارہ نمبر ۵

اس شمارے میں

۱: فرقہ واریت کا الزام ــــــ ۲

۲: عدالت عالیہ کا فیصلہ اور مرزا طاہر کا بیان ــــــ ۳

۳: سیدنا فاروق اعظمؓ اپنے بیگانوں کی نظر میں ــــــ ۷

۴: سیدنا عمر بن الخطابؓ ــــــ ۱۰

۵: چند مبارک شخصیتیں ــــــ ۱۲

۶: حضرت مولانا محمد رمضان میانوالیؒ ــــــ ۱۳

۷: اسلام کا معاشی نظام ــــــ ۱۶

۸: بدنظری کی بیماری اور ٹیلی ویژن ــــــ ۱۸

۹: قادیانیوں کے ساتھ حق و باطل کا فیصلہ ــــــ ۱۹

۱۰: امام مہدیؓ کے بارے میں اعتراضات ــــــ ۲۱

۱۱: تعارف و تبصرہ ــــــ ۲۳

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا

خان محمد صاحب مدظلہ

خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مولانا منظور احمد الحسینی

محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۷۴۸۰۰ پاکستان

فون نمبر: 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

زر تعاون اندرون ملک

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۳۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

زر تعاون بیرون ملک

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک ۳۵ ڈالر

چیک یا ڈرافٹ بنام ”ویکلی ختم نبوت“

الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

اکاؤنٹ نمبر ۳۰۰۰۰ کراچی پاکستان ارسال کریں

عدالت عالیہ میں قادیانی مقدمات سے متعلق محفوظ فیصلہ پر مرزا طاہر کا خطرناک بیان

کیا یہ خطرہ کی گھنٹی تو نہیں؟

قادیانی جماعت کے چوتھے گرو مرزا طاہر نے ۵/ فروری ۱۹۹۳ء کو لندن میں ایک خطبہ دیا۔ حکومت پاکستان کو اس کا علم ہو گا۔ ذیل میں ہم مرزا طاہر کے خطبہ کا وہ حصہ اس کی کیسٹ سے من و عن نقل کیے دیتے ہیں۔ اسلامیان پاکستان و اسلامیان عالم اپنے دلوں پر ہاتھ رکھ کر قادیانی سربراہ کے خطبہ کو غور سے پڑھیں جو یہ ہے۔

مرزا طاہر نے کہا۔

"اب حال ہی میں پاکستان میں عدالت عالیہ نے افراد جماعت احمدیہ کی طرف سے کچھ متفرق مقدمات بہت دیر سے دائر کیے گئے تھے' سالہا سال پہلے سے' لیکن اس سے پہلے جاری عدالت عالیہ خود بہتر جانتی ہے کہ کس حکمت کے پیش نظر ان مقدمات کو سننے کی طاقت نہیں رکھتی تھی۔ اب فضا بدلی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔ کیونکہ عدالت عالیہ نے صرف یہ کہ ان مقدمات کی شنوائی کی ہے بلکہ جس قسم کے تبصرے ہوئے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم عدل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑیں گے۔ اگر یہ فیصلہ ہے تو میں پاکستان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ تم ہلاکت سے بچائے گئے ہو۔ اگر عدالت عالیہ سے انصاف کی ضمانت جاری کردی جائے اور حکومت اس انصاف کو قبول کرلے تو ضرور اس ملک کے دن پھر جائیں گے اور ضرور یہ ملک حق کی طرف واپس لوٹا نہیں تو لوٹا دیا جائے گا۔ یہ خدائی تقدیر کی طرف سے بہت پیارا اشارہ مجھے دکھائی دیا ہے۔ جیسے لمبی اندھیروں کی رات کے بعد جو روشنی کی رمق دکھائی دے اور بعض دفعہ تو انہوں نے بہت ہی عمدہ عدالت عالیہ کے سب سے معزز جو سینئر جج ہیں' ان کے تبصروں نے بعض دفعہ بجھا ہوا دل ایک دم کھل اٹھتا ہے اور بشاش ہو جاتا ہے کہ الحمدللہ پاکستان کی عدالتوں میں کیسے کیسے پیارے انصاف کے پھول کھل رہے ہیں۔ ایک موقع پر جبکہ پاکستان کے اٹارنی جنرل نے یہ سوال اٹھایا کہ آپ بنیادی حقوق کی باتیں کر رہے ہیں' آزادی ضمیر کی باتیں کر رہے ہیں۔ کیا پاکستان کے دستور اساسی کی اس شق پر آپ کی نگاہ نہیں ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ اسلام کی عظمت شان کی خاطر اگر کسی کو آزادی تقریر سے محروم کردیا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔ اسلام کی عظمت شان اور گلوری کے نام پر ہم مطالبہ کر رہے ہیں۔ عدالت نے کیسا خوب جواب دیا۔ انہوں نے کہا کہ بہت خوبصورت الفاظ ہیں۔ بہت پیارے' لیکن مجھے یہ بتائیں کہ کیا اسلام کی گلوری اس بات میں ہے کہ اقلیتوں کو آزادی ضمیر سے محروم کردیا جائے یا اسلام کی گلوری اس بات میں ہے کہ اقلیتوں کو ان کے ضمیر کی تمام آزادیاں دی جائیں۔ کیسا پیارا جواب ہے۔ خدا کرے کہ یہ رجحان زندہ رہے اور دعویٰ طاقتور ہوتا چلا جائے۔ خدا کرے کہ سازشوں کی دنیا میں ایسی سازشیں نہ چل سکیں جن کو پالنے کی کوشش ضرور کی جائے گی۔ حسد کی دنیا میں ایسے حسد وہ حشر نہ بن سکیں جو ایک معصوم کی زندگی کو جلا سکتے ہیں۔ پس خاص کر حاسد کی شر سے پناہ مانگو جو حسد کرنے والا کرتا ہے۔ جس وقت وہ کرتا ہے خدا ہی جو جانتا ہے کیسے کرتا اور کب کرتا اور کہاں کرتا ہے اسی کی پناہ میں آؤ۔ پس تمام عالم اسلام کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان دو باتوں پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ یہ زمانے بدل دے گا۔ آخر اتنی لمبی رات کے بعد پاکستان میں بھی نور کی ایک شعاع پھوٹی ہے تو کیوں نہ ساری دنیا کے لئے دعا کریں کہ تمام دنیا میں بھی نور کی یعنی خدا کے عدل کے نور کی شعاعیں پھوٹیں۔"

قادیانیوں کی طرف سے پاکستان کی سب سے بڑی عدالت' سپریم کورٹ آف پاکستان' میں آٹھ مقدمات دائر تھے۔ فروری ۱۹۹۳ء میں سپریم کورٹ کے پانچ فاضل جج حضرات پر مشتمل بینچ نے ہفتہ بھر اس کی سماعت کی۔ جناب عزت مآب جسٹس شفیع الرحمان صاحب اس بینچ کے سربراہ تھے۔ عزت مآب جسٹس عبدالقدیر صاحب' عزت مآب جسٹس ولی محمد صاحب' عزت مآب جسٹس محمد افضل لون صاحب' عزت مآب جسٹس سلیم اختر صاحب اس بینچ کے رکن تھے۔ قادیانیوں کی طرف سے تین وکیل پیش ہوئے۔ حکومت پاکستان کی طرف سے چاروں صوبوں کے ایڈووکیٹ جنرل اور اٹارنی جنرل آف پاکستان اور وزارت مذہبی امور کی طرف سے جناب سید ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ پیش ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے جناب راجہ حق نواز صاحب ایڈووکیٹ' وائس پریذیڈنٹ آف پاکستان بار کونسل اور جناب محترم محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ پیش ہوئے۔ ہفتہ بھر کی سماعت کے بعد آخری دن جب قادیانی مدعی پارٹی کے وکیل نے بحث کو سمیٹا تو بی بی سی لندن نے اسی شام اپنے تبصرہ میں کہا کہ قادیانی وکیل عدالت کو مطمئن نہ کرسکا۔ فروری سے جون تک پانچ ماہ ہونے کو ہیں سماعت مکمل ہو کر فیصلہ محفوظ ہے' تاحال سنایا نہیں گیا۔ درمیان میں جنرل محمد ضیاء الحق کے سانحہ بہاول پور' آصف نواز جنجوعہ چیف آف آرمی اسٹاف کی وفات کے سانحہ اور پھر قومی اسمبلی کی تحلیل ایسے فوری نوعیت کے مقدمات کے باعث یہ تاخیر ہوئی۔ اس دوران میں قادیانیوں نے سازش کرکے ایک فرضی پمفلٹ جعل سازی سے شائع کیا جسے ملک کریم بخش اعوان کا تصنیف کردہ ظاہر کیا گیا اور اسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مبلغ ظاہر کیا گیا۔ یہ قادیانیوں کی طرف سے انتہائی قسم کی بھونڈی چال تھی جس سے اسلامیان پاکستان کی طرف سے فاضل ججز حضرات کو جو انتہائی قابل احترام ہیں' بدظن کرنے کی سازش کی گئی حالانکہ حکومت پاکستان کی تحقیقات اور واقعات کے مطابق ملک کریم بخش اعوان نام کا کوئی بھی شخص عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مبلغ نہیں ہے۔ نہ ہی رکن و کارکن ہے۔ یہ فرضی و من گھڑت کارروائی قادیانیوں کی پرانی سازشی فطرت کی مظہر ہے۔ قادیانی اس قسم کی جعل سازی کے چیمپئن ہیں۔ اس سے قبل قادیانیوں نے ختم نبوت کے نام سے تبلیغی جماعت ایسی مخلص جماعت کے خلاف پمفلٹ شائع کیا تھا جس کی ہم نے ہفت روزہ ختم نبوت کراچی میں تردید کی تھی۔

اس مکروہ و قابل نفرت حرکت کے ساتھ ہی قادیانیوں نے ایک اور چال چلی۔ ان کے سربراہ مرزا طاہر نے لندن میں ۵/ فروری ۱۹۹۳ء کو خطبہ دیا جسے آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس کے ایک ایک حرف پر غور فرمائیں اور اس لفافے میں چھپی ہوئی قادیانی سازش اور ذہنیت کو ملاحظہ کریں۔ چنانچہ مرزا طاہر نے کہا۔

۔ دیر سے (مقدمات) دائر کئے تھے۔ سالہا سال پہلے سے لیکن ہماری عدالت عالیہ خود بہتر جانتی ہے کہ کس حکمت کے پیش نظر گران مقدمات کو سننے کی طاقت نہیں رکھتی تھی۔

۲۔ اب فضا بدلی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔

۳۔ میں پاکستان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ تم ہلاکت سے بچائے گئے ہو۔

۴۔ اس ملک کے دن پھر جائیں گے۔

۵۔ ضرور یہ ملک حق کی طرف واپس نہیں لوٹا تو لوٹا دیا جائے گا۔

۶۔ یہ خدا کی تقدیر کی طرف بہت پیارا مجھے اشارہ دکھائی دیا ہے۔ جیسی لمبی اندھیروں کی رات کے بعد روشنی کی رمق دکھائی دے۔

۷۔ بعض دفعہ بجھا ہوا دل ایک دم کھل اٹھتا ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ یہ زمانے بدل دے گا۔

۹۔ آخر اتنی لمبی رات کے بعد پاکستان میں بھی نور کی ایک شعاع پھوٹی ہے۔

اسلامیان عالم' امت محمدیہ" غلامان مصطفیٰ" سوچیں' بار بار سوچیں کہ قادیانی سربراہ کیا کہہ رہا ہے۔ اس کے دل میں کیا ہے۔ اس کے خطبہ کا ایک ایک لفظ اپنے اندر سازشوں کے شرارے لئے ہوئے ہے۔ وہ پاکستان کے مسلمانوں کو کسی نئے ابتلا میں ڈالنے کی خوفناک چال چلنے کے تانے بانے بن رہا ہے۔ قادیانیوں کو اسلامیان برصغیر کی متفقہ سو سالہ جدوجہد سے ۷/ ستمبر ۷۴ء کو متفقہ طور پر قومی اسمبلی آف پاکستان نے جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان کے زمانہ میں دوسری ترمیم کے ذریعہ غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ دنیا کے کئی اسلامی ممالک میں قادیانیوں کو غیر مسلم اور بعض میں خلاف قانون قرار دیا جاچکا ہے۔ عالم اسلام کی معروف نمائندہ تنظیم رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے اسے غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ عالم اسلام کے علماء' مفتیان اس گروہ کے غیر مسلم ہونے پر مہر تصدیق ثبت کرچکے ہیں۔

۱۹۷۳ء کے آئین پاکستان میں دوسری ترمیم کے ذریعے ۷/ ستمبر ۷۴ء کو جناب بھٹو صاحب نے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ جناب صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے ۲۶/ اپریل ۱۹۸۴ء کو آرڈیننس کے ذریعہ اس ترمیم کے مقتضیات پر عمل کرتے ہوئے قانون سازی کی (اس لئے کہ قومی اسمبلی موجود نہ تھی) اس امتناع قادیانیت آرڈیننس کو قادیانیوں نے وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا۔ پانچ فاضل جج حضرات نے ایک ماہ کی مسلسل سماعت کے بعد قادیانیوں کی رٹ کو خارج کردیا تھا۔ قادیانیوں نے وفاقی شرعی عدالت کے اپیل بینچ سپریم کورٹ میں اس کے خلاف اپیل کی تھی۔ ان دنوں وفاقی شرعی عدالت کے اپیل بینچ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس جناب جسٹس محمد افضل ظلہ تھے۔ جو بعد میں پاکستان کے چیف جسٹس بنے۔ ان کی سربراہی میں اپیل بینچ نے کیس کی سماعت کی۔ قادیانیوں نے اپیل واپس لے لی اس واپسی کی درخواست پر جناب جسٹس افضل ظلہ چیف جسٹس نے ۳۲ صفحات پر مشتمل فیصلہ لکھا اور وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کو برقرار رکھا۔

قادیانیوں کے سربراہ مرزا طاہر نے اب ان مقدمات کے متعلق زبان کھولی ہے جن کا فیصلہ عدالت عالیہ میں محفوظ ہے۔ کسی بھی عدالت میں محفوظ فیصلہ کے زمانہ میں زبان کھولنا' رائے دینا' توہین عدالت کے زمرے میں آتا ہے۔ قادیانیوں کا جعل سازی پر مشتمل ایک پمفلٹ کے ذریعہ عدالت عالیہ کو مسلمانوں سے بدظن کرنے کی سازش کرنا اور قادیانی سربراہ کا اپنے دل کے چور کو چھپا نہ سکنا اور یہ کہنے پر دل کے ہاتھوں مجبور ہو جانا کہ فضا بدل گئی' پاکستان ہلاکت سے بچ گیا' دن پھر جائیں گے' خدا کی تقدیر کی طرف سے

بہت پیارا اشارہ دکھائی دیا' لمبی اندھیروں کی رات کے بعد روشنی کی رمق دکھائی دی' دل ایک دم کھل اٹھتا ہے' اللہ زمانہ بدل دے گا' پاکستان میں لمبی اندھیروں رات کے بعد نور کی ایک شعاع پھوٹی ہے۔ اسلامیان پاکستان یہ سوچیں کہ قادیانی دو طرفہ وار کر کے ترغیب و ترہیب کے ذریعہ مسلمانوں سے عدالت کو بدظن کر کے پھر چکنی چپڑی باتوں سے عدالت کے متعلق زیر سماعت مقدمہ سے متعلق یہ کیا سازش کر رہے ہیں۔

جنرل محمد ضیاء الحق کے ساتھ بہاولپور سے قبل قادیانی سربراہ نے مباہلہ کا چیلنج دیا۔ ہفت روزہ ختم نبوت کی فائلیں گواہ ہیں کہ ہم نے اسی وقت جنرل محمد ضیاء الحق کو کہا کہ یہ مباہلہ نہیں جنرل محمد ضیاء الحق آپ کے لئے موت اور خطرہ کی گھنٹی ہے۔ ہماری آواز پر حکومت پاکستان کے حساس اداروں نے توجہ نہ دی اور پھر جو کچھ ہوا' آپ کی نظروں کے سامنے ہے۔

ایسے مقدمات جن کے متعلق وفاقی شرعی عدالت فیصلہ دے چکی ہے ملک کے مختلف ہائیکورٹ فیصلہ دے چکے ہیں۔ ان کی اپیلوں پر فیصلہ سے قبل قادیانیوں کی یہ حرکات قابل توجہ ہیں۔۔ ہم حکومت کو ایک بار پھر وہی کہیں گے جو جنرل محمد ضیاء الحق کو کہا تھا کہ قادیانیوں کی یہ حرکات 'خطرے کی گھنٹی ہیں۔

ہم اپنی معزز عدالت سے درخواست کریں گے کہ غلامان محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ایک عجمی سازش کے ہاتھوں نہایت ہی مظلوم ہیں۔ خداوند کریم کے احکامات' محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین' شریعت محمدیہ' امت مسلمہ کے اجماع' پاکستان و اسلامی ممالک کے فیصلوں' وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ' اپیل بینچ کے فیصلہ' ہائیکورٹ کے فیصلوں کی موجودگی میں ان کے خلاف یہ قادیانی سربراہ کیا بک رہا ہے۔ وہ کیا تاثر دینا چاہتا ہے۔ یہ توہین عدالت کے زمرے میں آتا ہے۔ یہ آپ کی توجہ عالیہ کا مستحق ہے۔ ہرچند کہ بعض ضروری دیگر مقدمات کی سماعت کے باعث فیصلہ سنانے میں تاخیر ہوئی مگر اب تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔ اسلامیان پاکستان آپ کے فیصلہ کو سننے کے لئے بے تاب ہیں۔ خدا کرے آپ کا فیصلہ مبارک ہو۔ حق و انصاف کا آئینہ دار ہو۔ جیسے آپ کے دیگر فیصلوں نے عدالت عالیہ کے وقار کو چار چاند لگا دیئے ہیں اسی طرح یہ فیصلہ بھی عدلیہ کے وقار میں اضافے کا باعث بنے۔

عدالت عالیہ میں محفوظ فیصلہ پر رائے زنی کرنا قادیانی سرشت ہے۔ ہم اس پر قطعاً" ایک لفظ قبل از وقت نہ کہتے لیکن قادیانیت کی ہر سازش کا پول کھولنا' قادیانیوں کے سربراہ کے ایک ایک لفظ و حرکت پر نظر رکھنا اور اس کا احتساب کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔

آخر میں ایک بار تمام مکاتب فکر کے دردمند علماء کرام' اسلامیان پاکستان سے بھی دردمندانہ التماس ہے کہ ایک طرف محترمہ بے نظیر بھٹو کا آٹھویں ترمیم کو کلیتاً" ختم کرانے کے درپے ہونا اور دوسری طرف قادیانی سربراہ کا خواب دیکھنا' حالات کو بدلتا ہوا قرار دینا' نور کی کرنوں کے نظارے کرنا' ایک خطرناک قسم کی چال ہے۔ آٹھویں ترمیم میں صدر مملکت اور وزیراعظم کے اختیارات میں توازن ضرور ہونا چاہئے' آٹھویں ترمیم سے ان مضرات کو ضرور حل کیا جائے۔ لیکن اختیارات کے توازن کے مبارک اور خوش کن الفاظ کے چکر میں ۱۔ اسلامی دفعات۔ ۲۔ وفاقی شرعی عدالت۔ ۳۔ جداگانہ طرز انتخاب۔ ۴۔ قرارداد مقاصد' جو اب آئین کا حصہ ہیں اور جنہیں آٹھویں ترمیم میں تحفظ حاصل ہے۔ ان کو اگر ختم کیا جاتا ہے تو یہ ایک بہت بڑا حادثہ ہوگا۔ اسلامیان پاکستان کے اسلامی تشخص کو برباد کرنے کی سازش ہوگی' نظریہ پاکستان کی نفی ہوگی۔ آپ ان حالات پر نظر رکھیں اور پھر مرزا طاہر کے خطبہ کو پڑھیں کہ قادیانی ملک میں کیا کھیل کھیلنا چاہتے ہیں۔

حق تعالیٰ شانہ گواہ رہیں' محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم امت محمدیہ گناہ گار ضرور ہے مگر وہ غیرت سے خالی نہیں۔ وہ قادیانی سازشوں کو جانتی ہے اور ان کا توڑ کرنا بھی۔ وہ اپنے اس فرض سے آگاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائیں کہ دشمن اور اس کی سازش ناکام ہوگی' ملک عزیز کو مزید استحکام ہوگا' حق و انصاف کا بول بالا ہوگا' عدل کو فروغ ملے گا' دشمن اور اس کے سازشی فیصلے و ہتھکنڈے اپنے انجام کو پہنچیں گے۔

مولائے کریم ہم تجھ سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے واسطے خیر کی طلب کرتے ہیں۔ دشمن کے شر میں ہمارے لئے خیر کا پہلو پیدا فرما اور اگر دشمن ہمیں آزمانا چاہتا ہے تو ہمیں استقامت اور جرات کے ساتھ اس کی سازشوں کو ناکام بنانے کی توفیق دے۔ اے خدا تو ایسے ہی کر۔ کہ تو ایسا کرنے پر قادر ہے۔ مسلمانو! اپنے دشمن اور اس کی سازشوں کو پہچانو کہ یہی وقت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے حق ادا کرنے کا وقت ہے۔

محمدؐ کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے
اگر ہو اس میں کچھ خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اسلام زندہ باد۔ پاکستان پائندہ باد ختم نبوت زندہ باد۔ عدالت عالیہ پائندہ باد

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ضروری وضاحت

ہفت روزہ "ختم نبوت" کا گزشتہ شمارہ جریدے کے خطاط جناب خوشی محمد انصاری صاحب کی شدید علالت اور پھر کراچی میں بجلی کے شدید بحران کی وجہ سے شائع نہ ہو سکا۔ قارئین اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ) •

تحریر۔ مولانا شمس الحق مشتاق
نائب امیر جمعیت علماء اسلام کراچی ایسٹ

عمرؓ قبول و عمرؓ قابل و عمرؓ مقبول
عمرؓ دعائے پیغمبرؐ، عمرؓ مرادِ رسولؐ

خلیفہ دوم سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنوں و بیگانوں کی نظر میں

آپ خاندان قریش کے باوجاہت لوگوں میں سے تھے اور قریش کے شریف ترین لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے

حضرت عمرؓ کی کسی بات میں شیطان کا دخل نہیں ہو سکتا کیونکہ شیطان آپ سے ڈرتا ہے

عمرؓ نے آخری لمحے تک سادگی، کفایت شعاری اور پاکیزگی کو اپنائے رکھا، اقتدار کا نشہ کبھی ان کے کردار کو نقصان نہ پہنچا سکا

نام مبارک عمر ابن الخطاب لقب فاروق اور کنیت ابو حفص ہے۔ (ابو عمر زاہد کا قول ہے کہ لفظ حفص کا مطلب شیر ہے۔ ابو حفص یعنی ابو الاسد۔ یاد رہے کہ لقب اور کنیت دونوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطیہ کردہ ہیں۔" طبقات ابن سعد جزء ثالث) آپ کا نسب نویں پشت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ آپ کی نویں پشت میں ایک نام کعب ہے۔ کعب کے دو فرزند تھے۔ مرہ اور عدی۔ مرہ کی اولاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور عدی کی اولاد میں فاروق اعظمؓ ہیں۔

آپ خاندان قریش کے باوجاہت لوگوں میں سے تھے اور قریش کے شریف ترین لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے اور سفارت کا کام انہیں سے متعلق تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت فتوح البلدان کی روایت کے مطابق قریش میں صرف سترہ آدمی ایسے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان میں سے ایک عمر بن الخطاب بھی تھے۔ حضرت عمرؓ ایمان لانے سے قبل بازار عکاظہ میں اکثر کشتی کے مقابلوں میں بھرپور حصہ لیتے تھے اور ہمیشہ کامیاب رہتے کبھی کسی سے شکست نہیں کھائی اس لئے آپؓ کا شمار ملک عرب کے نامی گرامی پہلوانوں میں ہوتا تھا اور شہسواری میں یہ کمال حاصل تھا کہ گھوڑے پر اچھل کر سوار ہوتے تھے اور اس طرح جم کر بیٹھتے کہ بدن کو حرکت تک نہ ہوتی تھی

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا۔ کئی دن سے آپؐ دعائیں مانگ رہے تھے کہ "یا اللہ دین اسلام کو عمر بن الخطاب سے عزت دے۔" آخر وہ دعائیں رنگ لائیں اور مشیت الٰہی نے ان کو کشاں کشاں دربار نبوت میں پہنچا دیا۔ جب مسلمان ہونے کی نیت سے دربار رسالت مآبؐ میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند قدم اپنی جگہ سے چل کر معانقہ کیا اور حضرت عمرؓ کے سینے پر تین مرتبہ ہاتھ پھیر کر دعا دی کہ "اے اللہ ان کے سینے سے کینہ و عداوت کو نکال دے اور ایمان سے بھر دے۔" پھر جبرئیل امین مبارک باد دینے کے لئے آئے اور فرمایا۔ "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت آسمان والے ایک دوسرے کو حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کی خوشخبری سنا رہے ہیں۔"

حضرت عمرؓ کی عظیم ترین شخصیت و حیثیت اور ان کے بلند ترین مقام و مرتبہ کی منقبت میں یہی ایک بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول کر کے ان کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دی اور ان کے ذریعے اپنے دین کو زبردست حمایت و شوکت عطا فرمائی۔

ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جس روز حضرت عمرؓ ایمان لائے اس روز سے اسلام عزت ہی پاتا گیا۔ آپؓ کا اسلام گویا فتح اسلام تھی آپؓ کی ہجرت گویا نصرت تھی اور آپؓ کی امامت رحمت تھی۔ ہماری مجال نہ تھی کہ ہم کعبہ شریف میں نماز پڑھ سکیں لیکن جب عمرؓ ایمان لائے تو آپؓ نے مشرکین سے اس قدر جدال و معرکہ آرائی کی کہ مجبوراً ان کو ہمیں نماز پڑھنے کی اجازت دینی پڑی۔

ابن عساکر نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہر شخص نے خفیہ طور پر ہجرت کی ہے لیکن حضرت عمرؓ نے جب ہجرت کا قصد کیا تو ایک ہاتھ میں برہنہ تلوار لی اور دوسرے ہاتھ میں تیر اور پشت پر کمان لگا کر خانہ کعبہ میں تشریف لائے۔ سات مرتبہ طواف کیا اور دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہو کر پڑھیں پھر سرداران قریش کے حلقہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ میں اس وقت ہجرت کر رہا ہوں پھر نہ کہنا کہ عمر چھپ کر بھاگ گیا۔ جو شخص اپنی ماں کو بے اولاد کرنا، اپنی بیوی کو بیوہ کرنا اور بچوں کو یتیم کرنا چاہتا ہو تو وہ نکل کر میرا راستہ روک لے۔ مگر کسی کو کچھ جرات نہ ہوئی کہ آپؓ کا راستہ روکتا۔

اس دار فانی میں پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ برس گزار کر تاج امامت صدیق اعظمؓ کے سپرد کیا تو صدیق اعظمؓ بھی اس دار فانی میں تریسٹھ برس مکمل کرتے ہی تاج امام تو خلافت فاروق اعظمؓ کے سپرد کیا اور پھر فاروق اعظمؓ نے بھی دس برس چھ ماہ چار دن تخت امامت کو زینت بخش کر ٹھیک تریسٹھ برس کی عمر میں یکم محرم ۲۴ھ کو جام شہادت نوش کرتے ہی روضہ نبوی میں صدیق اعظمؓ کے پہلو میں مدفن پایا۔ یعنی پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم، صدیق اعظمؓ اور فاروق اعظمؓ تینوں نے ہی تریسٹھ برس عمر پائی۔

فاروق اعظمؓ نبوت کے چھٹے سال ستائیس برس کی عمر میں [illegible] لائے تو آپؓ سے پہلے صرف انتالیس مرد مشرف [illegible] ہو چکے تھے۔ مشیت الٰہی اور انتخاب

خداوندی کے تحت حضرت عمرؓ چالیسویں نمبر پر داخل جماعت ہوئے...... یاد رکھئے!! نبی کو نبوت چالیس سال ہی میں ملتی ہے اور انسانی عقل کو کمال بھی چالیس سالہ ہونے پر ہی ملتا ہے۔ قدوسیوں کی جو جماعت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ تشکیل و ترتیب پا رہی تھی اس کی پختگی اور عزت کے لئے بھی بنیادی پتھر حضرت عمرؓ کو بنایا گیا کہ آپؓ چالیسویں نمبر پر ایمان لائے۔ دراصل آپؓ ہی کے اسلام لانے پر یہ جماعت پورے طور پر جماعت بنی۔

اب دیکھئے کہ چالیسویں نمبر پر داخل جماعت ہونے والے شاگرد نے استاد کی بارگاہ میں کیا مقام حاصل کیا۔

حضرت عمرؓ سرور کائناتؐ کی نظر میں

ا۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطابؓ قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے شیطان جب تم کو کسی راستے میں چلتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلنے لگتا ہے۔"

(بخاری و مسلم)

اور ترمذی شریف میں ہے تحقیق شیطان تم سے اے عمرؓ ڈرتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کی کسی بات میں شیطان کا دخل نہیں ہو سکتا۔ یہ صفت اگر عصمت نہیں تو محل عصمت ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

ب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ۔

"میں نے بحالت خواب جنت میں دیکھا کہ ایک عورت ایک محل کے پہلو میں بیٹھی ہوئی وضو کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے معلوم ہوا کہ عمرؓ کا ہے۔ پھر آپؐ نے حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مجھ کو تمہاری غیرت یاد آگئی اور میں وہیں سے لوٹ آیا۔

حضرت عمرؓ یہ سن کر رو پڑے اور فرمایا میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں کیا میں آپؐ کے اوپر غیرت کرتا۔"

(بخاری شریف و مسلم شریف)

(یاد رہے کہ پیغمبروں کا خواب بھی وحی ہوتا ہے)

ج۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

"میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے دودھ پیا اور اس کی تازگی میرے ناخنوں تک پہنچ گئی۔ پھر میں نے وہ دودھ عمرؓ کو دے دیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ حضورؐ اس کی تعبیر کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ دودھ سے مراد علم ہے۔"

(بخاری و مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ علم دین میں بڑی فوقیت رکھتے تھے۔

د۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

"میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگوں کو میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور وہ قمیص پہنے ہوئے ہیں بعض کے قمیص سینے تک ہیں بعض کے اس سے زیادہ لیکن عمرؓ کا قمیص زمین پر گھسٹتا جاتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ قمیص سے مراد کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین۔"

(بخاری و مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ سراپا دین تھے بلکہ ان کا دین ان کی ہستی سے بھی زیادہ ہے۔

ہ۔ حضرت عقبہ ابن عامرؓ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

"اگر میرے بعد کوئی اور نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔"

(ترمذی شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ اگر بالفرض والتقدیر میرے بعد کوئی نبی آتا تو وہ عمرؓ ہوتے لیکن حقیقت چونکہ یہ ہے کہ نبوت کا دروازہ مجھ پر بند ہو چکا ہے اور میرے بعد کسی اور نبی کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لئے عمرؓ مرتبہ نبوت پر تو فائز نہیں ہو سکتے اور نہ صاحب وحی بن سکتے ہیں لیکن ان میں بعض خصوصیات ایسی ضرور ہیں جو انبیاء کرامؑ کے علاوہ اور تمام انسانوں کے درمیان ان کی ممتاز و منفرد حیثیت کو نمایاں کرتی ہیں اور عالم وحی سے ان کی ایک طرح کی مناسبت کو ظاہر کرتی ہیں مثلاً" یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو الہام ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتہ ان کے دل و دماغ میں حق القاء کرتا ہے اور غیبی طور سے راہ حق ان پر روشن ہو جاتی ہے۔

حضرت عمرؓ صحابہ کرامؓ کی نظر میں

☆ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی شخص عمرؓ سے زیادہ مجھ کو عزیز نہیں۔

☆ ایک مرتبہ صدیق اکبرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ میں نے خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمرؓ سے بہتر کسی آدمی پر کبھی سورج طلوع نہیں ہوا۔

☆ جس وقت آپؓ نے اپنی جانشینی کے لئے امت کے لئے حضرت عمرؓ کے نام کی سفارش کی اور آپؓ سے کہا گیا کہ آپؓ عمرؓ جیسے سخت گیر شخص کو ہم لوگوں کا حاکم بنا کر جا رہے ہیں۔ آخر آپؓ خدا کو کیا جواب دیں گے؟ تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ اس صورت میں 'میں یہ کہوں گا کہ اے خدا! میں تیرے سب سے بڑے پرستار کو امت کی زمام سونپ کر آیا ہوں۔

☆ خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذوالنورینؓ سے پوچھا گیا کہ آپؓ عمر بن الخطاب کیوں نہیں بن جاتے تو آپؓ نے فرمایا میں لقمان بننے کی اہلیت نہیں رکھتا یعنی عمرؓ بننا اتنا ہی مشکل ہے جتنا لقمان حکیم بننا مشکل ہے۔

☆ خلیفہ چہارم امیر المومنین سیدنا علیؓ کا قول ابو جحیفہ نے نقل کیا ہے کہ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ محترم شخصیت ابو بکرؓ کی ہے اور ابو بکرؓ کے بعد عمرؓ کا درجہ ہے۔ (بخاری شریف)

یزید بن وہبؒ کا بیان ہے کہ سوید ابن غفلہؓ ایک دن حضرت علیؓ سے ملنے گئے یہ وہ زمانہ تھا کہ علیؓ امیر المومنین تھے۔ سوید نے عرض کیا امیر المومنین! میں بعض لوگوں سے ملا ہوں جو ابو بکرؓ اور عمرؓ کو ان کے درجہ سے گرانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کی عظیم خدمات کا استخفاف کرتے ہیں۔ شیر خدا غضب ناک ہو گئے اور اپنی مٹھیاں بھینچتے ہوئے منبر پر جلوہ افروز ہو گئے اور فرمایا! اس کی قسم جو دانے کو اگاتا ہے اور مخلوق کو پاتا ہے ان دونوں سے وہی محبت کرے گا جو مومن اور صاحب فضیلت ہو گا۔ ان سے بغض و عناد رکھنا شقاوت اور گمراہی ہے۔ محبت شیخین باعث تقرب الٰہی ہے اور ان سے بغض ضلالت کا سبب ہے۔ آخر لوگوں کو ہو کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان بھائیوں' وزیروں اور دوستوں' سرداران قریش و پدران ملت کا یوں ذکر کرتے ہیں۔ ابو بکرؓ و عمرؓ کا نام برائی سے لینے والوں سے میں بری ہوں ایسے بدگو کو اس کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔

☆ عبدالعزیز بن جعفرؒ نے ایک مرتبہ حضرت حسن بن علیؓ سے پوچھا کہ آیا شیخین (ابو بکرؓ و عمرؓ) کی محبت سنت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا سنت ہی نہیں بلکہ فرض ہے۔

☆ ایک شخص نے جب علی بن الحسینؓ سے یعنی امام زین العابدینؒ سے دریافت کیا کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ کا درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کیا تھا؟ تو انہوں نے فوراً" فرمایا وہی جو اس وقت ہے یعنی جیسے یہ دونوں آج نبی علیہ السلام کے ہم مرقد ہیں زندگی میں بھی یہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے ہی قریب تھے۔

☆ سیدنا حضرت امام جعفر صادقؒ کا قول ہے کہ میں اس شخص سے سخت بیزار ہوں کہ جو حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو بھلائی سے یاد نہ کرے۔

☆ حضرت سعید بن زیدؓ حضرت عمرؓ کی شہادت پر بہت روئے تو کسی نے پوچھا کیسے رو رہے ہیں آپ؟ فرمایا میں تو خود اسلام کو روتا ہوں۔ عمرؓ کی موت اسلام کا ایک کاری زخم ہے جو تا صبح محشر مندمل نہ ہو سکے گا اور ایک خلا ہے جو تا ابد پر نہ ہو سکے گا۔

حضرت عمرؓ بیگانوں کی نظر میں

حضرت عمرؓ نام ہے اس عظیم تاریخی شخصیت کا کہ جن کا مقام و مرتبہ تاریخ اسلام میں ہی نہیں بلکہ تاریخ عالم میں بھی بہت بلند ہے۔ آپ کی جلالت شان کا ایک بہت بڑا ثبوت یہ ہے کہ متعصب سے متعصب مغربی مورخ بھی جب حضرت عمرؓ کا ذکر کرتا ہے تو وہ نہ چاہتے ہوئے بھی کسی نہ کسی طور ان کی عظمت کا اعتراف کر بیٹھتا ہے اور ذی

متعصب اغیار بھی آپ کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے پر مجبور ہوئے۔

ا۔ مشہور مورخ "سر ولیم میور" بہت بڑا فاضل تھا۔ اسلام اور بانی اسلام کا شدید ترین دشمن تھا۔ عیسائیت کی تبلیغ و اشاعت اس کا مقصد زندگی تھا۔ اس نے دو کتابیں ا۔ حیات آنحضرتؐ اور ب۔ دی خلافت۔ اس لئے لکھیں تاکہ عیسائی مبلغین ان کا مطالعہ کریں اور مسلمانوں سے مناظرہ و مجادلہ کے وقت ان سے فائدہ اٹھائیں۔ وہ پرلے درجہ کا متعصب تھا لیکن وہ بھی اس بات پر مجبور ہو گیا کہ آپؓ کی عظمت کا برملا اعتراف کرے۔ چنانچہ اپنی کتاب "دی خلافت" کے صفحہ نمبر ۱۹۰ پر تحریر کرتا ہے کہ۔

"حضرت عمرؓ کی حیات کے چند گوشے یہ ہیں۔ سادگی اور فرائض کی سرانجام دہی پر آمادگی۔ ان کے دو راہنما اصول تھے۔ آپؓ کے نظم و نسق کے دو روشن ترین جوہر غیر جانبداری اور اخلاص تھے۔ آپؓ کا احساس معدلت بڑا مضبوط تھا۔ سپہ سالاروں اور حاکموں کے باب میں آپؓ کا انتخاب رو رعایت سے بالکل پاک تھا۔ آپؓ درہ بدست مدینہ کی گلیوں اور منڈیوں میں گھومتے تھے مجرموں کو برسرعام سزا دیتے تھے۔ بنابریں یہ بات ضرب المثل ہو گئی کہ درہ عمرؓ اپنی دہشت آفرینی میں تلوار سے زیادہ اثر خیز ہے اس کے باوجود آپؓ کا دل رقیق تھا شفیق تھا۔ یہ حقیقت ان گنت شواہد پر مبنی ہے کہ بیوگان و یتامیٰ کے دکھوں کا دور کرنا اور ان کے لئے سکھوں کا اہتمام کرنا آپ کا نصب العین تھا......"

۲۔ معروف ہندو قائد "مہاتما گاندھی" نے ستائیس جولائی ۱۹۳۷ء کو بمقام پونا (ہند) تقریر کرتے ہوئے کہا کہ۔

"سادگی ارباب کانگریس کا خاصہ و اجارہ نہیں ہے۔ میں رام چندر جی اور کرشن جی کا نام نہیں لے سکتا وجہ یہ ہے کہ ان دونوں کی شخصیتیں تاریخی شخصیتیں نہیں ہیں' میں مجبور ہوں کہ (حضرت) ابوبکرؓ اور (حضرت) عمرؓ کے نام لوں۔ وہ عظیم الشان فرمانروا تھے وسیع سلطنت پر ان کا تصرف تھا مگر انہوں نے فقیرانہ زندگی بسر کی۔"

(ہریجن ۷ء۳)

۳۔ الفریڈ گیوم کہتا ہے۔

"عمرؓ کو اسلام کا سینٹ پال کہا جاتا ہے وہ روحانی اور جسمانی طور پر بہت مضبوط تھے۔ اپنے آخری دور میں پیغمبر اسلامؐ اکثر ان سے مشورہ کرتے تھے۔ ان کے مخالفین نہ صرف ان کی دیانت اور صاف گوئی سے متاثر تھے بلکہ ان کے غصے سے بھی خوف کھاتے تھے۔"

(Islam by Alfard' صفحہ ۹)

۴۔ ڈنکن بی میکڈانلڈ لکھتا ہے۔

"ابوبکرؓ کی وفات کے بعد عمرؓ خلیفہ بنے۔ ان کا انتخاب خاموشی سے ہوا۔ انہیں ابوبکرؓ نے نامزد کیا تھا۔ باقی لوگوں نے بھی ان کی نامزدگی کی تصدیق کی۔ اس طرح اسلام میں حکمران منتخب کرنے کا دوسرا اصول شروع ہوا۔ وہ اصول یہ تھا کہ خلیفہ کسی کو اپنا جانشین نامزد کرے بشرطیکہ وہ ذمہ داری اٹھانے کے قابل ہو۔ انہیں اچھی طرح علم تھا کہ وہ ریاست کی بہترین انداز سے تعمیر کر سکتا ہے بعد کے واقعات نے ان کے فیصلے کی صحت پر مہر تصدیق ثبت کی۔ اپنے سپہ سالاروں کی مدد سے انہوں نے دمشق اور یروشلم ہی فتح نہیں کئے اس کے بعد مصر پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا وہ مسلم ریاست کے آرگنائزر تھے۔"

(Development of muslim theology jurisprudence and constitution by Duncan B.Macdonald)

۵۔ جی۔ای۔ وان گرونبام لکھتا ہے۔

"بلاشبہ عمرؓ ابوبکرؓ کی طرح اپنے وقت کے عظیم ترین حکمران تھے وہ اسلامی طبقہ اشرافیہ میں سے تھے۔ عمرؓ نے نظام حکومت وضع کر کے مسلمان حکمرانوں میں سب سے زیادہ کام کیا۔ اس حکومت کو آپ عرب مسلم تھیوکریسی بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس حکومت کا مرکز مدینہ تھا جو مذہبی اور انتظامی مرکز بھی تھا۔ تاہم صوبائی حکام کو بھی کافی اختیارات حاصل تھے۔"

Classical Islam(صفحہ ۵۵)
by G.E.VonGrune Baum.

۶۔ فلپ۔ کے۔ حتی لکھتا ہے۔

"عمرؓ نے آخری لمحے تک سادگی' کفایت شعاری اور پاکیزگی کو اپنائے رکھا۔ زندگی میں اقتدار کا نشہ کبھی ان کے کردار کو نقصان نہ پہنچا سکا اور موت کے دروازے پر بھی ان کا کردار اسی طرح بے داغ رہا۔ ایک مسلمان مورخ شبلی نعمانی کے الفاظ میں "ان کی شخصیت میں سکندر' ارسطو' عیسیٰ علیہ السلام' سلیمان علیہ السلام' تیمور' نوشیروان' امام ابوحنیفہ اور ابراہیم ادھم کی شخصیتیں ایک ساتھ اکٹھی ہو گئی تھیں۔ بھرپور عقیدے' راہنمائی کی بہترین صلاحیتوں سے مالامال اپنے وقت کی دو عظیم ترین مملکتوں کو فتح کرنے والا اور خلافت ایسے ادارے کو قائم کرنے والا عمرؓ عرب تاریخ میں دوسرے نمبر پر آتا ہے۔ عمرؓ کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسل میں بہت اہم حیثیت حاصل تھی انہوں نے شراب پر پابندی لگانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عمرؓ کا اسلام کے متعلق علم بہترین تھا۔ وہ انصاف کے تقاضوں کو بہت اچھی طرح سمجھتے تھے۔ انہوں نے انصاف کے نظریے کو عملی جامہ بھی پہنایا۔ شام فتح ہوا تو وہاں کی ایک ریاست کے حکمران نے اسلام قبول کیا اور حج کرنے کے لئے مکہ معظمہ آیا کعبے کے گرد طواف کرتے ہوئے ایک بدو کا پیر اس کے احرام پر آ گیا۔ اس نے غصے میں بدو کو تھپڑ مار دیا۔ خلیفہ نے بدو کو بھی اسی طرح تھپڑ مارنے کا حکم دیا۔ اس صورت حال سے نو مسلم امیر گھبرا گیا......"

(Makers of Arab History)

۷۔ فاضل جون ڈانم پارسنز اپنی کتاب "ہمارا فرزند خدا" کے صفحہ ۲۵ اور ۲۶ پر لکھتا ہے۔

"(حضرت) عمرؓ عظیم تھے' فیاض تھے' حضرت عمرؓ اور آپؓ کے پیروں نے ۶۳۷ء میں بیت المقدس فتح کیا انہوں نے عادلانہ و کریمانہ طرز عمل کا اظہار کیا' عیسائیوں کی صلیبی متینوہ کاروں نے یروشلم کو ۱۰۹۹ء میں فتح کیا۔ انہوں نے مسلمانوں کے علاوہ یہودیوں کو بھی اپنے وحشیانہ مظالم کا نشانہ بنایا۔ چھٹی صدی کے مسلمان گیارہویں صدی کے عیسائیوں سے بھی زیادہ مہذب تھے۔ ان صدیوں کے درمیانی عرصہ میں جن اشخاص نے سائنس اور تہذیب کے چراغوں کو درخشاں و تاباں رکھا وہ عیسائی نہیں مسلمان تھے۔"

۸۔ روز نتھال لکھتا ہے۔

"مسلمانوں کے پاس بہترین نمونہ (حضرت) عمرؓ کا ہے۔ اس لئے ان کا فرض ہے کہ جن کاموں کا انہوں نے آغاز کیا تھا مگر ان کے بعد تاریخ میں آنے والے اسلامی حکمرانوں نے انہیں ادھورا چھوڑ دیا ہے اب انہیں دوبارہ مکمل کریں۔"

(Islam in the Modern Nations by Ervtin Itrosenthal)

۹۔ برٹانیکا انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ۔

"خلیفہ عمرؓ (۶۳۴ء___۶۴۴ء) اول اسلامی مملکت کے عظیم معمار تھے۔ ان کے دور میں اس مملکت کی سرحدیں دور دور تک پھیل گئیں۔ قدیم اسلامی روایات کے امین ہونے کے ساتھ ساتھ وہ حکومت اور فوج کے انتظامی امور بہت اچھی طرح سمجھتے تھے وہ مذہبی طور پر سخت گیر مگر آہنی عزم کے حکمران تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کو مال غنیمت میں ان کے خوابوں سے بھی زیادہ ملنے والی دولت کے برے اثرات سے بچانے کی کوشش کی تاکہ وہ مادہ پرستی سے دور رہیں۔ ان کے دور میں عربوں کی فتوحات کی رفتار میں کئی گنا اضافہ ہوا۔"

(جلد نمبر ۳ صفحہ ۳۲۵)

۱۰۔ انسائیکلوپیڈیا انٹرنیشنل میں درج ہے کہ۔

"(حضرت) عمرؓ (۶۳۴ء___۶۴۴ء) دوسرے خلیفہ تھے انہوں نے اسلامی ریاست کو مملکت میں تبدیل کیا۔ ابتداء میں انہوں نے مکہ میں محمدؐ کی مخالفت کی تھی مگر ۶۱۵ء میں وہ مسلمان ہو گئے۔ مدینہ میں ابوبکرؓ کے بعد وہ سب سے قریبی مشیر تھے۔ ۶۲۵ء میں جب عمرؓ کی بیٹی حفصہؓ کی شادی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہوئی تو ان کے مرتبے میں مزید اضافہ ہوا۔ ابوبکرؓ کے انتقال کے بعد وہ خلیفہ بنے۔ ان کے عہد میں اسلامی مملکت کو عراق اور شام تک پھیلنے کا موقع ملا۔ اسی دور میں (۶۳۹ء) ایرانی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ ۶۳۶ء میں اسلامی فوجوں نے بازنطینی فوجوں کو شام میں

اور ۶۴۱ء میں مصر میں شکست دی۔ عمرؓ نے مقبوضہ علاقوں کا بہت اچھا انتظام کیا۔ ان کی فتوحات کا یہ سلسلہ ۶۴۴ میں ان کی موت کے بعد ختم ہوا۔"

(جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۳۲۶)

۵۔ دی نیو ہچیسن انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ۔

"عمرؓ عرب خلیفہ تھے وہ پیغمبر اسلام کے قابل ترین مشیروں میں سے تھے ابوبکرؓ کے بعد ۶۳۴ء میں وہ خلیفہ بنے۔ ان کے دور حکومت میں عربوں نے شام، فلسطین مصر اور ایران فتح کئے۔ یروشلم میں ایک مسجد بھی ان کے نام سے منسوب ہے۔"

(صفحہ ۷۴۲)

۶۔ میکملن انسائیکلوپیڈیا میں درج ہے کہ۔

"اسلام میں دوسرے خلیفہ عمرؓ کو اسلامی ریاست کا بانی کہا جاتا ہے۔ ان کے عہد میں بہت سے علاقے فتح ہوئے ۶۳۸ء میں وہ یروشلم کی فتح کے بعد وہاں بھی گئے۔ ۶۴۴ء میں ایک ایرانی غلام نے انہیں مدینہ میں قتل (شہید) کر دیا۔"

(صفحہ ۸۹۹)

۷۔ چیمبرز انسائیکلوپیڈیا میں ہے۔

"عمرؓ ابن الخطاب دوسرے خلیفہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی ساتھی اور ان کی بیوی حفصہؓ کے والد تھے۔ وہ بہت زبردست شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے جرنیلوں اور سپاہیوں سے خلیفہ (کے منصب کی) عزت کرائی۔ ان کے دور میں شام، عراق اور مصر فتح ہوئے اور یوں ایک عظیم اسلامی مملکت قائم ہوئی۔"

اس مختصر مضمون میں اپنوں اور بیگانوں کے جو تاثرات واقتباسات درج کئے گئے ہیں۔ وہ ان تحریروں کا ایک ادنیٰ حصہ بھی نہیں جو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت شان ظاہر کرنے کے لئے لکھی گئی ہیں۔ لیکن ان سے یہ اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے کہ اس آفتاب عظمت کی روشنی نے بیگانوں کے کاشانوں کو بھی نورانی کیا تھا اور وہ اس بات پر مجبور ہو گئے تھے کہ آپ کی عظمتوں کا برملا اعتراف کریں۔

عمر ابن خطاب فاروق اعظم
وہ خیر سراپا وہ عدل مجسم
وہ نقاد تہذیب و نباض فطرت
سیاست مقدس حکومت منظم
وہ رائے کہ وحی خدا سے توارد
یہ عرفان حق یہ فراست کا عالم
عمر کی شہادت ہے کتنی مبارک
اسی سے ہے آغاز ماہ محرم
مسلماں ذکر عمرؓ کر رہے ہیں
نہ آہ و بکا ہے نہ فریاد و ماتم
میری منقبت کے یہ اشعار ماہر
کوئی موج کوثر کوئی موج زمزم

بعد از صدیق بزرگ توئی قصہ مختصر

تحریر۔ عبدالخالق رحمانی، مظفر گڑھ

امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطابؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا اسلام قبول کرنا تاریخ اسلام کا ایک عظیم باب ہے ان کے اسلام لانے سے کفر کی چارپائی الٹ گئی

نام عمرؓ لقب فاروق، کنیت ابوحفص والد کا نام خطاب۔

والدہ کا نام حنتمہ جو ہشام بن مغیرہ کی بیٹی تھیں۔

سلسلہ نسب عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن مالک۔

اہل عرب عموماً عدنان یا قحطان کی اولاد ہیں۔ عدنان کا سلسلہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ عدنان کے نیچے گیارہویں پشت میں فہر بن مالک بڑے صاحب اقتدار تھے۔ انہیں کی اولاد قریش کے لقب سے مشہور ہے۔ حضرت عمرؓ اسماعیل کی پشت سے ہیں۔ حضرت عمرؓ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ نفیل کے دو بیٹے تھے عمرو اور خطاب۔ عمرو بن نفیل یہ معمولی لیاقت کے آدمی تھے مگر ان کے بیٹے زید جو نفیل کے پوتے تھے اور حضرت عمرؓ کے چچازاد بھائی نہایت اعلیٰ درجہ کے شخص تھے۔ وہ ان ممتاز بزرگوں میں سے تھے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اپنے اجتہاد سے بت پرستی کو ترک کر دیا تھا اور موحد بن گئے تھے۔ ان میں زید کے سوا باقیوں کے نام یہ ہیں۔ قیس بن ساعدہ۔ ورقہ بن نوفل۔ زید رسم و رواج اور بت پرستی کو علانیہ برا کہتے تھے اور لوگوں کو دین ابراہیمی کی ترغیب دیتے اس پر تمام لوگ ان کے دشمن ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کے والد خطاب تنگ کرنے میں سب سے زیادہ سرگرم ہوتے تھے۔ تنگ آکر انہوں نے مکہ چھوڑ دیا اور حرا میں رہنے لگے اور چھپ چھپ کر کبھی کعبۃ اللہ کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔

خطاب

عمرؓ کے والد قریش کے ممتاز آدمیوں میں سے تھے۔ قبیلہ عدی اور بنو عبدالشمس میں مدت سے عداوت چلی آرہی تھی اور چونکہ بنو عبدالشمس کا خاندان بڑا تھا اس لئے غلبہ انہیں کو رہتا تھا۔ عدی کے تمام خاندان نے جس میں خطاب بھی شامل تھا مجبور ہو کر بنو سہم کے دامن میں پناہ لی۔

حضرت عمرؓ جب سن رشد میں پہنچے

حضرت عمرؓ جب کچھ بڑے ہوئے تو آپؓ کے والد خطاب نے ان کی ڈیوٹی اونٹ چرانے پر لگا دی۔ اونٹوں کا چرانا عرب میں معیوب نہ تھا بلکہ قومی شعار تھا۔ لیکن خطاب نہایت بے رحمی کے ساتھ سلوک کرتے تھے۔ جب تھک کر بیٹھ جاتے تو اس پر ان کو سزا ملتی۔ حضرت عمرؓ جس میدان میں اونٹ چراتے تھے اس میدان کا نام ضجنان تھا جو مکہ سے قریب قدید سے دس میل کے فاصلے پر تھا۔ ایک دفعہ زمانہ خلافت میں اس جگہ سے گزر ہوا تو آپؓ آبدیدہ ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا عمرؓ تمہیں یاد ہے وہ زمانہ جب تو نمدے کا کرتہ پہنے اونٹ چرایا کرتا تھا اور اگر تھک کر بیٹھتا تو سزا ملتی تھی باپ کے ہاتھوں مار کھاتا مگر آج یہ دن ہے کہ خدا کے سوا تیرے اوپر اور کوئی حاکم نہیں۔

علامہ بلاذری نے بسند معتبر لکھا ہے کہ جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے تو قریش کے تمام قبیلے میں سترہ آدمی تھے جو لکھنا جانتے تھے، ان میں ایک عمر بن خطاب تھے۔

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام

حضرت عمرؓ کا ستائیسواں سال تھا کہ عرب میں آفتاب رسالتؐ طلوع ہوا۔ حضرت عمرؓ کے اسلام کا واقعہ سنہ نبوی کے چھٹے سال واقع ہوا۔

ان کا اسلام قبول کرنا تاریخ اسلام کا ایک عظیم باب ہے۔ ان کے اسلام لانے سے کفر کی چارپائی الٹ گئی۔ اسلام کو چار چاند لگ گئے۔ کفر کے ایوان ماتم کدہ بن

گئے۔ مسلمانوں کے رہبرؐ کی لسان اقدس سے بے ساختہ نعرہ تکبیر اللہ اکبر بلند ہوا۔ دار ارقم میں بیٹھے پچاس مسلمان خوشی سے جھوم اٹھے اور نعرہ تکبیر اللہ اکبر بلند کیا تو مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

اس واقعہ کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زبانی یوں بیان کیا۔

فلما اسلم عمر قاتل قریشا حتی صلے عند الکعبۃ و صلینا معہ

یعنی۔ "جب عمرؓ اسلام لائے تو قریش سے لڑے۔ یہاں تک کہ کعبہ میں نماز پڑھی اور ان کے ساتھ ہم لوگوں نے بھی نماز پڑھی۔"

حلیہ و مزاج عمر بن خطاب

رنگ گندم گوں' قد نہایت لانبا یہاں تک سینکڑوں آدمیوں میں کھڑے ہوتے تو ان کا قد سب سے نکلا ہوتا تھا' رخسارے کم گوشت' گھنی داڑھی' مونچھیں بڑی بڑی' سر کے بال سامنے سے اڑ گئے تھے۔

ازواج

حضرت عمرؓ نے زمانہ جاہلیت و اسلام میں متعدد نکاح کئے۔

پہلا نکاح عثمان بن مظعون کی بہن زینب کے ساتھ ہوا۔ عثمان بن مظعون سابقین صحابہؓ میں سے تھے۔ زینب سے حضرت عبداللہؓ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔ دوسرا نکاح آنحضرتؐ کی زوجہ ام سلمہؓ کی بہن قریبہ بنت ابی امیۃ المخزومی سے ہوا۔ یہ مشرکہ تھی انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا اس لئے صلح حدیبیہ کے بعد ۶ھ میں طلاق دے دی۔ تیسرا نکاح ملیکہ خزاعہ کے قبیلہ کی ایک عورت سے کیا یہ بھی ایمان نہیں لائی اسے بھی ۶ھ میں طلاق دے دی۔ مدینہ میں آکر انصار سے قرابت پیدا کی اور ایک معزز انصاری عاصم بن ثابت کی بیٹی عاصیہ سے ۷ھ میں نکاح کیا جس کا نام آنحضرتؐ نے بدل کر جمیلہ رکھا ان کو بھی کسی وجہ سے طلاق دی۔ ان سے آپ کے فرزند عاصم پیدا ہوئے۔ اخیر عمر میں خاندان نبوت سے رشتہ قائم کیا اور حضرت علیؓ سے ام کلثوم بنت فاطمۃ الزہراؓ کا رشتہ مانگا اور حضرت علیؓ نے قبول کر لیا اور ۴۰ ہزار مہر پر نکاح ہوا۔ حضرت کی اور بیویاں ام حکیم بنت الحارث' فکیہہ یمنیہ' عاتکہ بنت زید۔ عاتکہ حضرت عمرؓ کی چچیری بہن تھی۔ پہلا نکاح حضرت ابوبکرؓ کے لڑکے عبداللہ سے ہوا۔ وہ غزوہ طائف میں شہید ہوئے پھر حضرت عمرؓ سے ۱۲ھ میں نکاح ہوا۔

اولاد

حضرت عمرؓ کے ہاں اولاد کثرت سے ہوئی۔ حضرت حفصہؓ زیادہ ممتاز ہیں کہ وہ ازواج مطہرات میں شامل ہیں۔ ان کا پہلا نکاح خنیس بن حذافہ سے ہوا۔ وہ غزوہ احد میں شہید ہوئے تو ۳ھ میں آنحضرتؐ سے نکاح ہوا۔ اولاد ذکور کے نام یہ ہیں۔ عبداللہ' عبیداللہ' عاصم' ابو شحمہ' عبدالرحمان' زید' مجیر۔ ان میں تین سابق الذکر زیادہ نامور ہیں۔ حضرت عبداللہ فقہ و حدیث کے بڑے رکن مانے جاتے ہیں۔ بخاری اور مسلم میں ان کے مسائل اور روایتیں کثرت کے ساتھ مذکور ہیں۔ یہ مکہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ اسلام لائے اور اکثر غزوات میں آنحضرت کے ہمرکاب رہے۔ یہ حق گوئی میں نہایت بے باک تھے۔ ایک دفعہ حجاج بن یوسف خطبہ دے رہا تھا تو عین خطبہ کے وقت کھڑے ہو گئے اور کہا یہ خدا کا دشمن ہے اس نے خدا کے دوستوں کو قتل کیا چنانچہ اسی کے انتقام میں حجاج نے آدمی متعین کیا جس نے مسموم آلہ سے زخمی کیا اور زخم سے بیمار ہو کر وفات پائی۔

اذان کا طریقہ حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق قائم ہوا

"یہودیوں اور عیسائیوں کے ہاں نماز کے اعلان کے لئے بوق اور ناقوس کا رواج تھا۔ اس لئے صحابہؓ نے یہی رائے دی۔ ابن ہشام نے روایت کی ہے کہ یہ خود آنحضرتؐ کی تجویز تھی۔ بہرحال یہ مسئلہ زیر بحث تھا اور کوئی رائے قرار نہیں پائی تھی کہ حضرت عمرؓ آ نکلے اور انہوں نے کہا کہ ایک آدمی اعلان کے لئے کیوں نہ مقرر کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت حضرت بلالؓ کو اذان کا حکم دیا۔"

(صحیح بخاری کتاب الاذان)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب عمرؓ کسی معاملہ میں یہ کہتے کہ میرا اس کی نسبت یہ خیال ہے تو ٹھیک وہی پیش آتا تھا جو ان کا گمان ہوتا تھا۔ اس سے زیادہ اصابت رائے کی کیا دلیل ہوگی کہ ان کی بہت سی رائیں مذہبی احکام بن گئیں۔ اسیران بدر کے معاملے میں جب اختلاف ہوا تو حضرت عمرؓ نے جو رائے دی وحی اسی کے موافق آئی۔ آنحضرتؐ کے ازواج مطہرات پہلے پردہ نہیں کرتی تھیں حضرت عمرؓ کو بارہا خیال ہوا اور انہوں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا لیکن آنحضرتؐ وحی کا انتظار فرما رہے تھے۔ چنانچہ خاص پردہ کی آیت نازل ہوئی جس کو آیت حجاب کہتے ہیں۔ عبداللہ بن ابی جو منافقوں کا سرغنہ تھا جب مرا تو آنحضرتؐ نے خلق نبویؐ کی بنا پر نماز جنازہ پڑھنی چاہی۔ عمرؓ نے تعجبانہ عرض کیا کہ آپؐ منافق کے جنازے پر نماز پڑھتے ہیں۔ اس پر یہ آیت اتری ولا تصل علی احد منھم یہ تمام واقعات صحیح بخاری و مسلم میں مذکور ہیں۔

شہادت

حضرت عمرؓ کی شہادت مدینہ منورہ میں فیروز نامی ایک پارسی غلام جس کی کنیت ابولولو تھی کے ہاتھوں واقع ہوئی۔ ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ ۶۴۴ء کو صبح کے نماز کے وقت زہر آلود خنجر آپ کے جسم میں پیوست کیا اور یکم محرم کو شہادت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہو کر پہلو نبوت میں ہمیشہ کے لئے سو گئے۔

کل زمانہ خلافت دس برس چھ مہینے چار دن ہے۔

بعد از صدیقؓ بزرگ تو ہی فقط مختصر

چہرے کے ڈنٹ دور کیجئے فون 680800
پچکے گال چہرے کے ڈنٹ کمزور دبلا پتلا جسم مذاق و پریشانی کا سبب ہیں جسم کو موٹا مضبوط طاقتور سرخ خوبصورت سمارٹ دلکش بنانے، بھوک کی کمی، بدہضمی، چھوتوں جگر و معدہ کی کمزوری گرمی پرانی دردیں نزلہ کھانسی، بلغم
بواسیر پرانی خارش، یادداشت کی کمزوری اور موٹاپے سے نجات
قد بڑھایئے ○ گنجا پن
لڑکے لڑکیاں قد بڑھانے، پر وقار شخصیت بنانے، گرتے بال روکنے نئے بال اگانے گنجا پن دور کرنے بالوں کو سیاہ لمبا گھنا ملائم چمکدار خوبصورت بنانے سکری خشکی دور کرنے، چہرے کے کیل چھائیاں جھائیاں بدنما داغ دور کرنے چہرے کو صاف اور ملائم بنانے
پتھری کا علاج بغیر اپریشن نسوانی حسن مخصوص امراض
نسوانی حسن کی نشوونما، اولاد نہ ہونا، زنانہ و مردانہ امراض نسوانی و جنسی کمزوری مثانے کی گرمی جوان اور طاقتور بننے کیلئے ہم سے مشورہ کریں۔ پرانے پیچیدہ امراض کا علاج
دیسی ہومیو علاج
ڈاکٹر جمیل احمد حکیمی غلام محمد آباد فیصل آباد 38900

تحریر۔ مولانا عبدالقیوم حقانی

نہ جانے کس ادا سے میری جانب اس نے دیکھا
ابھی تک دل میں تاثیر نظر محسوس ہوتی ہے

چند مبارک ساعتیں ○ محدث العصر حضرۃ مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی مجلس میں

اگر دینی مدرسہ دنیا کے لئے بنانا ہے تو آخرت کا سب سے بڑا عذاب ہے

اور اگر آخرت کے لئے بنانا ہے تو دنیا کا سب سے بڑا عذاب ہے

یہ نازک مسئلے 'یہ ایمان و تقویٰ کا بلند معیار کون ہے جو سمجھائے 'کون ہے جو عمل برت کر دکھائے

گزشتہ ہی روز سے اعزا اپنے احباب 'یہاں کے اساتذہ علم اور اپنے دانشور دوستوں سے عام نجی گفتگو اور تبادلہ خیال میں مغربی نظام تعلیم اور اس کے جدید شعبوں کا جائزہ لیتا رہا۔ خلاصہ بہرحال یہی نکلا کہ مغربی نظام دانش نے نئی نسل کے حق میں سب سے بڑا جرم یہ کیا ہے کہ اسے مدرسہ وخانقاہ دونوں سے بیزار کر دیا ہے۔ نئے افکار 'نئی تعلیم اور نئے تمدن میں صورت ہے مگر سیرت نہیں 'جہاں نہ زندگی کی چہل پہل ہے نہ محبت کا جوش و خروش 'نہ حکمت و بصیرت ہے اور نہ فکر و نظر۔

اسلام کی فریاد

پھر چاروں طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو پتہ چلا کہ افغانستان میں 'ہندوستان میں 'فلسطین میں 'کشمیر میں اور نو آزاد وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں میں غرض ہر جگہ مسلمان پٹ رہے ہیں۔ دین محمدی کی دیواریں منہدم ہو رہی ہیں۔ اسلام کی بنیادوں کھوکھلی ہو رہی ہیں۔ ہر جگہ اسلام فریاد کر رہا ہے 'مدد کے لئے پکار رہا ہے۔ آج ہر جگہ منافق قیادت اور فریبی سیاست 'دوغلی پالیسی اور دو عملی نے اسلام کو بہرحال دل گرفتہ کر دیا ہے۔

مگر کچھ سانحات زندگی میں
کہ جن کا زخم دل میں جاگزیں ہے

اسی دردمندی اور بے قراری میں لمحات گزر رہے تھے' کرب و الم میں اضافہ ہو رہا تھا فکر و تدبر کے زاویے بدل رہے تھے۔ کسی کروٹ بھی چین نہیں مل رہا تھا۔ ایسے عالم میں قسمت نے یاوری کی اور خضر راہ نے ہاتھ پکڑ کر محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوریؒ قدس سرہ العزیز کی محفل علم اور درگاہ معرفت میں پہنچا دیا۔ مادہ پرستی 'بوالہوسی 'حب جاہ و منصب 'خود غرضی 'غیر اللہ کی غلامی 'رذائل اخلاق اور اصل دین سے بے پروائی اور غفلت و بے اعتنائی کے اس دور میں آپ کی ملاقات استفادہ اور تلمذ و نسبت تعلق بھی ایک نعمت اور مال غنیمت سے کسی طرح کم نہیں۔

خدمت شیخ 'عقیدت اور والہیت

محدث العصر شیخ بنوریؒ 'علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے تلمیذ خاص 'ان کے جانشین اور ان کے علوم و معارف کے امین ہیں۔ اپنے علم 'اصلاح و تقویٰ اور دینی تعلیمات و تحریکات میں دلچسپی کی وجہ سے ملک و بیرون ملک بلکہ عرب ممالک میں بھی عجزت و عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

انہیں یہ مقام کیوں ملا 'یہ عظمتیں کیوں حاصل ہوئیں؟ وہ آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹی کے فاضل نہیں تھے۔ ان کے پاس اقتدار نہیں تھا۔ مگر پھر بھی لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے تھے۔ احقر نے اس نقطہ نظر سے جب ان کے حالات دیکھے اور سوانح کا مطالعہ کیا تو اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ سے انتہا درجہ کی عقیدت پیدا ہو گئی تھی۔ دارالعلوم میں قیام کچھ عرصہ گزرا تو آپ نے عربی میں ایک طویل خط حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں لکھا۔ جس میں ان سے استدعا کی گئی تھی کہ مجھے اپنا خادم بنا لیں۔ شاہ صاحب نے خط پڑھا 'لے کر رکھ لیا اور دوسرے وقت آنے کو کہا۔ مولانا بنوریؒ مقررہ وقت پر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شاہ صاحبؒ نے سب سے پہلا سوال یہ کیا کہ ادب کہاں پڑھا ہے؟ عرض کیا کہ کہیں نہیں! فرمایا بس آپ کی حاجت نہیں اتنا ہی کافی ہے...... درخواست کے جواب میں فرمایا میں آپ کو اپنے ساتھ ملحق کر لوں گا۔

شیخ کی توجہ 'الحاق 'خدمت استاذ اور توجہات قلبیہ نے حضرت بنوریؒ کو مقبولیت اور مرجعیت کا مقام دلایا۔ ان کے افادہ اور افاضہ کے دائرہ کو وسعت ملی۔ ملکی سیاست 'دینی مدارس 'نصاب تعلیم 'تحریک ملی 'فرق باطلہ کے تعاقب 'تحفظ ناموس رسالت' 'تحفظ ناموس صحابہؓ' اسلامی معاشرہ اور عام مسلمانوں کی زندگی پر ان کے وسیع و عمیق اثرات اور ان کی برکات آج بھی آشکارا ہیں۔

نہ جانے کس ادا سے میری جانب اس نے دیکھا
ابھی تک دل میں تاثیر نظر محسوس ہوتی ہے

شادی کا دلچسپ واقعہ

حضرت بنوریؒ کی جو عظمتیں 'محبوبیت 'فتوحات اور ختم نبوت کی تحریک میں قیادت کا عظیم تر مقام ملا۔ اس کے پس منظر میں دولت 'امارت 'منصب وزارت 'حکومت 'جاہ و مال کا کوئی کمال نہ تھا۔ خلوص تھا۔ للہیت تھی 'طلب اور تڑپ تھی 'الہیت تھی۔ میں نے جب آپ کے اوائل عمر اور فراغت کے بعد اولین ازدواجی زندگی معلوم کرنی چاہی تو مولانا لطف اللہ پشاوری نے آپ کی شادی کا دلچسپ اور حیرت انگیز واقعہ سنایا۔ اس ایک واقعہ میں اخلاص اور

حق کی راہ چلنے والوں کے لئے عبرت و موعظت کا کتنا سامان ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت بنوریؒ تحصیل علم سے فارغ ہوئے تو سیدھے پشاور آئے۔ یہ دور ان کی بڑی آزمائش اور ابتلا کا تھا گھر کے تمام اخراجات ان کے ذمے تھے مگر آمدنی کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ والد صاحب گھر پر موجود نہ تھے۔ مولانا عبدالحق کے مشورے سے طے پایا کہ حضرت بنوریؒ کا نکاح بہرصورت ہوجانا چاہئے۔ مولانا لطف اللہ پشاوری لکھتے ہیں کہ وہ عجیب و غریب رات مجھے نہیں بھولتی۔ جب حضرت بنوریؒ کی بیٹھک میں حضرت بنوریؒ کا نکاح پڑھایا گیا۔ مولانا خود دولہا تھے اور خود ہی دوسری طرف سے وکیل تھے (کہ جس سے آپ کا نکاح ہورہا تھا وہ آپ کے چچا کی لڑکی تھی) خود ہی نکاح خواں تھے۔ میں مولانا عبدالحق ناظم گواہ تھے۔ شادی کے لئے اور اہتمام تو کیا ہوتا کوئی جوڑا بھی نہیں بنایا گیا۔ نہ دولہا کے لئے نہ دلہن کے لئے۔ بس بدن کے کپڑے جامہ عروسی تھے۔ گھر میں دو سیر چاول تھے۔ وہی پکائے گئے اور کھائے گئے۔ یہ مولانا بنوریؒ کا ولیمہ تھا۔ گھر میں ایک چارپائی سالم تھی اور ایک ٹوٹی ہوئی۔ سوائے ہم دونوں کے کسی کو شادی کا پتہ نہ چلا۔ یہ تھا مولانا یوسف بنوریؒ کی شادی کا نقشہ جن کی رحلت پر پورے عالم اسلام نے ماتم کیا۔

ذوق تحقیق اور شوق مطالعہ

کچھ لوگوں نے مفروضہ قائم کیا ہے کہ غربت و افلاس اور ناداری کے ساتھ علمی اور تحقیقی کام نہیں ہوتے۔ ذہنی سکون حاصل نہیں ہوتا۔ مگر مشاہدتاً یہ بات قطعاً غلط ہے۔ تحقیقی کام اور علمی کارناموں کے لئے دل گردہ اور ذوق کا غلبہ چاہئے۔ حضرت بنوری کی زندگی کا جب اس عنوان سے مطالعہ کیا تو ان کے رفقاء کار نے بھرپور رہنمائی کی۔ ان کے اشتیاق علم، ذوق مطالعہ، پختگی اور تحقیقات کی تفصیل، ترتیب میں استقامت کا بطور نمونہ ایک واقعہ ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت بنوریؒ نے جب فراغت کے بعد مجلس علمی ڈابھیل میں ملازمت اختیار کرلی تو اس میں جو کام آپ کے سپرد کیا گیا وہ بے حد کٹھن تھا۔ "عرف شذی" کے حوالوں کی تخریج اور انہیں مکمل طور پر نقل کرنا۔ مولانا بنوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت انور شاہ کشمیریؒ کے ایک حوالے کے لئے بسا اوقات مجھے سینکڑوں صفحات کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا اور اس کی کئی مثالیں پیش فرماتے تھے۔ ہم ذیل میں صرف ایک مثال پر اکتفا کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے کسی موقع پر متعارض روایات کی تطبیق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اس قبیل سے ہے کہ "ہر راوی نے وہ بات ذکر کردی جو دوسرے نے ذکر نہیں کی۔" اس کے بعد فرمایا۔ "یہ اہم قاعدہ ہے مگر افسوس کہ مصطلح الحدیث کی مدونین نے اسے ذکر نہیں کیا البتہ حافظؒ نے فتح الباری میں کئی جگہ اس قاعدہ سے تعرض کیا ہے۔"

حضرت بنوریؒ نے فرمایا۔ "میں نے ان مقامات کو تلاش کرنے کے لئے پوری فتح الباری کا مطالعہ کیا۔ تب معلوم ہوا کہ حافظؒ نے پوری کتاب میں دس سے زیادہ جگہوں پر اس قاعدہ سے تعرض کیا ہے۔"

اس ایک واقعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت بنوریؒ کو تخریج میں کس قدر کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑی۔ کس قدر ذوق، کتنا شوق اور عزیمت و استقامت، صفات سے متصف تھے۔ اس عظیم کام کے لئے انہوں نے اپنی کتنی صلاحیتوں کو وقف کرنا پڑا۔ اسی زمانہ میں "عرف شذی" کی تخریج و تحقیق میں "معارف السنن" کا مصالحہ تیار ہوگیا پھر بعد اسی تخریج کو آپ نے جدید طرز پر مدون کرکے "معارف السنن" تالیف فرمائی۔

دل کو تپش شوق کی یہ لذت پیہم
مل تو گئی لیکن بڑی مشکل سے ملی ہے

زمانہ طالب علمی میں حیرت انگیز اشتیاق مطالعہ

جن لوگوں نے بڑا بننا ہوتا ہے بچپن ہی سے بڑائی کے آثار ان کے چہرہ سے ہویدا ہوتے ہیں۔ شیخ الادب مولانا اعزاز علی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے زمانہ طالب علمی میں علم اور اساتذہ کا حق ادا کیا ہو تو فراغت کے بعد قدرت اس کا حق ادا کرتی ہے۔ شیخ بنوریؒ کی تدریسی صلاحیتیں، تصنیف و تالیف بالخصوص معارف السنن کے پس منظر میں آپ کے زمانہ طالب علمی کی مخلصانہ مساعی ہیں۔ احقر نے اس سلسلہ میں ان کے ماضی میں جھانکا تو اپنے تو رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ انہوں نے مذاہب اربعہ کے اصول و فروع اور ہر روز درس بخاری میں ارشاد فرمایا۔ جب ہدایہ پڑھتا تھا تو فتح القدیر، البحر الرائق اور بدائع ان تینوں کتابوں کا دو سبق کے قریب مطالعہ کرلیا تھا اور میرا مطالعہ ہمیشہ استاد سے آگے رہتا تھا۔ پھر مشکوٰۃ شریف کے سال بدایۃ المجتہد اور حجۃ اللہ البالغہ کا مطالعہ کرتا تھا اور ڈابھیل میں حضرت العلامہ انور شاہ کشمیریؒ کی خدمت نصیب ہوئی اور حضرت شاہ صاحبؒ کے پاس مذاہب اربعہ کی کتابیں تھیں چنانچہ میں کتاب الام للشافعی المغنی فقہ حنبلی اور المجموعہ شرح مہذب وغیرہ کا مطالعہ کیا کرتا تھا۔ جس سے مجھے شوق پیدا ہوا اور میں نے مذاہب اربعہ کی اکثر کتب متداولہ کا مطالعہ کیا الحمدللہ ثم الحمدللہ یہ تمہارے اندر مطالعہ کا شوق پیدا کرنے کے لئے سنا رہا ہوں

معلوم نہیں حاصل و بے حاصلی عشق
اک کیفیت جذب نہاں میرے لئے ہے

دینی مدرسہ، دنیا یا آخرت کا عذاب

جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، آج ملک کی ممتاز جامعات اور مرکزی دینی مدارس میں اہم مقام رکھتا ہے۔ جس کی متعدد شاخیں بھی قائم ہوچکی ہیں۔ جس کے فیوض و برکات اور معارف سے آج عالم اسلام سیراب ہورہا ہے۔ اس سلسلہ میں جب شیخ بنوریؒ کی مساعی، ہدف اور نظریہ عمل معلوم کرنا چاہا تو حضرت مولانا مفتی احمد الرحمان صاحبؒ نے آپ کا یہ ارشاد سنایا کہ۔

"اگر دینی مدرسہ دنیا کے لئے بناتا ہے تو آخرت کا سب سے بڑا عذاب ہے اور اگر آخرت کے لئے بناتا ہے تو دنیا کا سب سے بڑا عذاب ہے۔"

پھر اسی متن کی عملی توضیح بھی حضرت مفتی مولانا احمد الرحمان صاحب نے بیان فرمائی کہ جب آپ نئے مدرسہ کے بارے میں فکرمند تھے تو اسی وقت جناب سیٹھی محمد یوسف مرحوم نے عرض کیا حضرت! آپ مدرسہ بنایئے اور حضرت مولانا عبدالرحمان کاملپوریؒ کو بھی بلالیجئے۔ میں آپ دونوں حضرات کی پانچ سال کے لئے مشاہرہ کی رقم پچاس ہزار روپیہ بینک میں جمع کرچکا ہوں۔ حضرت بنوریؒ نے انکار کردیا اور فرمایا کہ چند وجوہ کی بنا پر مدرسہ شروع کرنے سے قبل کوئی امداد قبول کرنے سے معذور ہوں۔ ہاں مدرسہ بن جائے تو جو امداد فرمائیں گے شکریہ کے ساتھ قبول کی جائے گی۔

مرحوم جانتے تھے کہ حضرت مدرسہ بنانے کی فکر میں ہیں اور دوسری طرف بے سروسامانی کا دور دورہ ہے۔ قرض سے گھر کا گزارہ چلا رہے ہیں۔ اس لئے انہوں نے حضرت سے بے حد اصرار کیا مگر ان کے اصرار پر حضرتؒ کے انکار میں بھی ترقی ہوتی گئی۔ بالآخر سیٹھی مرحوم نے اپنے ساتھ پنجابی میں کہا "منداہی نہیں۔" یعنی مولاناؒ میری بات منتے ہی نہیں۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ ہمارے مدرسہ کا آغاز توکل علی اللہ کے بجائے توکل علی الاغیار سے ہو۔

یہ نازک مسئلے، یہ ایمان و تقویٰ کا بلند معیار، یہ توکل علی اللہ کے حیرت انگیز مظاہر، ان کے بعد کون ہے جو سمجھائے کون ہے جو عمل برت کر دکھائے۔

عارفی ازبس ہیں نازک یہ رموز حسن و عشق
کون سمجھے گا یہ باتیں اور سمجھائے گا کون

فکر امت اور محاسبہ نفس

شیخ بنوریؒ پر آخر عمر میں غلبہ نظام اسلام، ترویج شریعت اور فرق باطلہ کے تعاقب کے سلسلہ میں مساعی کا غلبہ تھا۔ وہ اشاعت و ترویج کتاب و سنت ان کی تفہیم و ترجمانی اور ان کے سلسلہ درس و تدریس، مدارس کے قیام و تنظیم، تزکیہ و ترتیب باطنی، اصلاح عقائد و رسول کے عظیم الشان کام اور پھر آخر میں جہاد و سعی اعلاء کلمۃ اللہ کے ذریعے اسلام اور شجرۂ اسلام کو پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتے تھے بلکہ عالم اسلام میں دینی علوم اور فکر و دعوت اسلامی کی تحریک کے

بھی دامن گیر تھی چنانچہ میرے اسی تجسس کے جواب میں جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب جو حضرت سید سلیمان ندوی کے خلیفہ ہیں لکھتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت بنوری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیوان خانہ کھلا تھا حضرت بنوریؒ تشریف فرما تھے سامنے "معارف السنن" کی ایک جلد رکھی تھی۔ مولانا اس وقت محاسبہ نفس میں غرق تھے۔ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ حشر کے دن مجھ سے یہ پوچھے کہ کیا اس وقت ملت اسلامیہ کو اس خدمت کی ضرورت تھی؟ کیا ایسے وقت جب کہ ایمان کے لالے پڑے ہوئے تھے وقت کو انہی فقہی جزئیات میں صرف کرنا چاہئے تھا؟ تو میں اس کا کیا جواب دے سکوں گا؟ یہ فرمایا اور آبدیدہ ہوگئے۔ پھر کچھ سنبھلے اور فرمایا کہ۔

ہمارے استاذ حضرت علامہ کشمیریؒ پر بھی عمر کی آخری دو سال میں یہ احساس شدید ہوگیا تھا اور رویا کرتے تھے کہ ملت اسلامیہ کی وقتی ضرورت کا کچھ کام ہم سے نہ ہوسکا انبیاء علیہم السلام نے کہاں مدارس کھولے تھے اور قیل و قال میں وقت صرف فرمایا تھا۔ یہ فرما کر پھر رونے لگے۔ ان کی یہ تڑپ بارگاہ شکوریت میں قبول ہوئی اور درس و تدریس کی مسند سے اٹھا کر اللہ پاک نے ان سے ختم نبوت کی کامیاب جدوجہد کا کام لیا۔

میں نے کردی کشتی دل نذر گرداب فنا
بحر غم میں اس سے بہتر دوسرا ساحل نہیں

عشق رسولؐ

عشق رسولؐ اکابر علماء دیوبند کا طرہ امتیاز اور حاصل زندگی ہے۔ حضرت بنوریؒ کی عملی زندگی سراپا معمورہ عشق رسولؐ تھی۔ سنت ان کے ہر عمل کا ہدف تھی اور عشق رسولؐ ان کی زندگی کی سب سے قیمتی متاع عزیز تھی۔

جناب ڈاکٹر تنزیل الرحمان صاحب راوی ہیں کہ مسجد نبوی میں اعتکاف کے دوران افطار اور سحری میں قسم قسم کے کھانے آتے تھے۔ اول اول میں نے کھانے میں کچھ تکلف کیا۔ حضرت بنوریؒ نے اس کو کچھ محسوس کرلیا۔ مجھ سے علیحدگی میں فرمایا۔ تنزیل الرحمان! اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ اور ہم یہاں آتے تو ہم آنحضرتؐ کے مہمان ہوتے آج آنحضرتؐ ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں تو یہ خادمان رسولؐ جو مدینۃ النبیؐ کے ساکن ہیں۔ ہماری میزبانی کرتے ہیں۔ ہم رسول کریمؐ کے مہمان ہیں اور یہ سب خادمان رسولؐ ہیں تم کھانے پینے میں تکلف نہ کیا کرو۔ مولانا بنوریؒ کا سمجھانے کا وہ پیار و محبت بھرا انداز جب یاد آتا ہے تو آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ حضرت بنوریؒ کا یہ جذبہ اطاعت رسول اور اکرام ضیافت دیکھ کر مجھے عارفی مرحوم یاد آگئے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔

یہی جی چاہتا ہے اب تو دنیائے تعلق میں
نہ ہو تیرے سوا کوئی جہاں تک بھی نظر آئے

اخلاص وللہیت

موجودہ دور الحاد و زمانہ مادیت پرستی میں کوتاہ اندیش ظاہر داری، بڑے جبہ و دستار، مسند حدیث پر نشست، مریدوں کا حلقہ، شاگردوں کی جماعت، سیاست کا اسٹیج، جلسہ و جلوس اور نعرہ ہائے زندہ باد کے شور و غل کو طالب میں شمار کر بیٹھے ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہم و خیال کے زندان میں گرفتار ہیں اور کمالات شریعت سے محروم۔ شیخ بنوریؒ سے رجوع کیا تو آپ نے ایک جملہ میں مسئلہ حل کردیا۔ چنانچہ ارشاد فرمانے لگے۔

"ایک شخص اپنے اخلاص کی بدولت الف، با پڑھا کر جنت میں جاسکتا ہے اور دوسرا اخلاص کے بغیر بخاری ج ۱۰۱ کر اس سے محروم رہ سکتا ہے۔"

شیخ بنوریؒ کا ارشاد سن کر مجھے حضرت مجددؒ کی بات یاد آگئی فرمایا کرتے تھے۔

"دنیا کے اکثر لوگ خواب و خیال میں مست اور بادام و اخروٹ پر اکتفا کئے ہوئے ہیں۔ ان کو کمالات شریعت کی کیا خبر اور طریقت و حقیقت اور اخلاص و للہیت کا کیا علم؟"

یہاں تک دل میں حشر انگیز یاد یار ہوجائے
رگ و پے میں محبت، جذبہ بیدار ہوجائے
حیات جاوداں اس کی نشاط کامراں اس کا
جو لذت کیش ذوق نگاہ یار ہوجائے

●●

تحریر: کلیم اللہ ملک

وہی چراغ بجھا جس کی لو قیامت تھی

حضرت مولانا محمد رمضان میانوالیؒ

موت اپنے وقت پر دامن پھیلا کر انسان کو اپنی آغوش میں سمیٹ لیتی ہے

(مختصر سوانحی خاکہ)

حضرت مولانا محمد رمضانؒ نے ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو میانوالی کے ایک دیندار گھرانے میں آنکھیں کھولیں۔ آپ کے والد محترم صوفی عطا محمد مرحوم تھے۔ جن کا آبائی پیشہ زرگری اور مسکن کھکھلانوالہ تحصیل عیسیٰ خیل تھا۔ آپ نے ۱۹۳۷ء میں پرائمری پاس کیا تو آپ کے چچا حضرت صوفی شیر محمد مرحوم نے اپنے بھائی صوفی عطا محمد مرحوم کی آرزو کے پیش نظر آپ کو دینی تعلیم کے لئے حضرت مولانا اکبر علی مرحوم کی خدمت میں پیش کیا۔ جہاں آپ نے ابتدائی دینی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۰ء میں مولانا گل شیر شہید کے مشورے کے مطابق صوفی شیر محمد نے آپ کو ملوالی کی درس گاہ میں داخل کرادیا۔ ۱۹۴۳ء میں مدرسہ معین الاسلام عیسیٰ خیل میں داخل ہوئے اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ سے کتابیں پڑھیں۔ شوال ۱۳۶۳ھ میں لاہور تشریف لے گئے۔ جہاں جامعہ فتحیہ اچھرہ میں داخلہ لیا اور پھر دورہ حدیث کے لئے دارالعلوم دیوبند میں شوال ۱۳۶۵ھ میں داخلہ لیا۔ جہاں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی و دیگر اسی قبیل کے جید علماء سے حدیث کا علم حاصل کیا۔ شعبان ۱۳۶۶ھ میں سند فضیلت حاصل کرکے میانوالی تشریف لائے۔ میانوالی میں درس و تدریس کے علاوہ مولانا کی سماجی و دینی کاوشیں پورے عروج پر پہنچیں۔

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت میانوالی میں انہی کے زیر سایہ پروان چڑھی۔ ۱۹۵۶ء میں جمعیت العلمائے اسلام میانوالی کے صدر منتخب ہوئے اور اس کے بعد بتدریج پاکستان متحدہ جمہوری محاذ کے ضلعی سیکریٹری جنرل، پاکستان قومی اتحاد ضلع میانوالی کے صدر اور اسلامی جمہوری اتحاد ضلع میانوالی کے سینئر نائب صدر رہے جبکہ جمعیت العلمائے اسلام (مولانا سمیع الحق گروپ) کے سینئر نائب صدر پاکستان اور متحدہ جمعیت العلمائے اسلام پنجاب کے نائب امیر رہے۔

وہی چراغ بجھا جس کی لو قیامت تھی

موت اپنے وقت پر دامن پھیلا کر انسان کو اپنی آغوش میں سمیٹ لیتی ہے۔ اس کے دنیاوی رشتوں اور رابطوں کی لائنیں کاٹ دیتی ہے لیکن جن لوگوں نے بھرپور زندگی گزاری ہوتی ہے، جن لوگوں نے کسی نظریے کے لئے رات اور دن بسر کئے ہوتے ہیں، جن لوگوں نے دین اور مخلوق خدا کی خدمت کی ہوتی ہے وہ موت کے بعد بھی اپنے نظریاتی پھیلاؤ کی بدولت ایک شجر سایہ دار کی طرح محسوس ہوتے ہیں کہ خیر جہاں جہاں اپنا اثر دکھا رہا ہوتا ہے اس میں ان کا حصہ ہوتا ہے۔

جناب حضرت مولانا محمد رمضان مرحومؒ انہی افراد کے سرخیل تھے۔ جن کی رحلت ناگہانی نے ان کی زندگی کی پراثر

کہانی کو تازہ کر دیا ہے۔ ان کی تگ و دو محض ذاتی جدوجہد کا حصہ نہ تھی۔ انہوں نے ایک علاقے میں حریت' دلیری اور بے نیازی کا خاصا اثر قائم کیا۔ ان کی چال کا انداز خسروانہ تھا۔ انہوں نے حالات کے بے رحم تھپیڑوں کی کاٹ تجربات کے شگوفوں میں پوری جذب کی کہ ان کا لہجہ خوشبو جارحانہ' جارحانہ سا لگتا تھا۔ انہوں نے اپنی محنت شاقہ سے مسلمانان پاکستان میں تاسیس امت مسلمہ کے ایسے جذبات بیدار کئے کہ اہل علم و دانش انہیں نئی کتاب کا پرانا ورق سمجھتے تھے۔ وہ ہندوستان کی تحریک آزادی کے پرجوش کارکن ہی نہیں تھے بلکہ دیوبند کے عقیدہ کے وارث' سید اسماعیل شہیدؒ بالاکوٹ کی عظمتوں کے جانشین اور مولانا حسین احمد مدنیؒ کی فکر کا پرتو' قرن اول کی تاریخ کی یاد تازہ کرنے کے امین تھے۔ ہم سے جدا ہوئے تو محسوس ہوا۔

جب سے اس نے شہر کو چھوڑا' ہر رستہ سنسان ہوا
اپنا کیا ہے' سارے شہر کا اک جیسا نقصان ہوا

وہ موتی مسجد و مدرسہ عربیہ تبلیغ الاسلام میں موجود ہوتے تو کیف و سرور کا ہر سو ہجوم نظر آتا۔ یہ چھوٹا سا مقام ایسا جہان محسوس ہوتا جس کا ذرہ ذرہ سراپا تمام ہو۔ ان کی موجودگی اس مقام کو ان عظمتوں و رفعتوں سے ہم دوش بنا دیتی۔ جن کے زیر سایہ حضرت موصوف نے علمی و فکری پرورش پائی تھی۔ آپ کے ٹھوس علمی اور استقامت کے جذبہ سے لبریز کام سے مسجد و مدرسہ عاشقان مصطفیٰ کے مرکز و محور بنتا چلا گیا۔ اس نظام اور رونق کو دیکھ کر محسوس ہوتا کہ یہاں ان بزرگوں کی دعاؤں کا اثر ہے۔ جن کی خدمت ان کے خاندان کے حصہ میں آتی رہی۔ یہ درس گاہ محض علمی درسگاہ نہیں رہی تھی بلکہ یہاں عملی درس بھی لوگوں کو حاصل ہوتا۔ اس فضاء میں جناب حضرت حاجی امداد اللہ المکیؒ کی دعائے سحری کا اثر محسوس کیا جا سکتا تھا۔ اس فضا میں جناب سید احمد شہیدؒ کے ولولہ جہاد اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے تفقہ کا اثر جھلکتا دکھائی دیتا۔ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کی نگاہ کے حسن جمال نے اس کو علم و عمل میں رہا بے مثال عطا کر دیا تھا۔ جناب حضرت میاں جی نور محمدؒ کی ریاضت کا اس فضاء پر قبضہ نظر آتا تو جناب حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے علم و ظہور کو یہاں ضیاء بار دیکھا جا سکتا تھا۔ اس فضاء میں دنیا و دین کا ایسا خوبصورت نظام مرتب کیا گیا تھا کہ اہل نظر کو یہ اشرف زمانہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا فیضان عام نظر آتا۔ حضرت کی مدرسہ میں موجودگی سے شیخ الہندؒ کے فکر و شعور کی خوشبو اور جناب حضرت انور شاہ کاشمیریؒ کے انوار علومیہ کا عکس دیکھا جا سکتا تھا۔ حضرت مولانا محمد رمضان مرحوم ان دیوانوں میں شامل تھے جنہوں نے امت کی تنزلی کا غم سینے سے لگا رکھا تھا۔ ان کے کردار و عمل سے ظاہر ہوتا۔

کاش کسی بھی اہل ہوس پہ راز کبھی یہ فاش نہ ہو
ہم نے کسی کا غم اپنا کر کیسی راحت پائی ہے
ایک وہ دنیا خواب کی دنیا جس پہ زمانہ شیدا ہے
ایک یہ دنیا جس کی حقیقت دنیا نے سمجھائی ہے

حضرت مولانا مرحوم کی تقریر دینی' سیاسی و سماجی معاملات کا احاطہ کرنے والی ایک ایسی درد انگیز اپیل ہوتی کہ سامع جس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ وہ بڑی دلیری سے بڑے نازک مسائل پر اپنی جرات مندانہ رائے کا اظہار کرتے اور اس گئے گزرے دور میں وہ سامع کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا ایک پیغام یاد کراتے۔ یاس و کناس کے اس دور میں ان کی تقریر ایک غنیمت سے کم نہ تھی۔ ان کی تقریروں نے اکثر تحریکوں کو جنم دیا اور مولانا مرحوم نے اپنے زیر سایہ ان کی پرورش کی۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء' تحریک بحالی جمہوریت ۱۹۶۸ء' تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء' تحریک نظام مصطفیٰ ۱۹۷۷ء اور اسلامی جمہوری اتحاد کے جلسوں میں ان کی تقاریر ضلع میانوالی کی یادگار تقاریر ہیں۔ وہ جلسہ میں شامل ہر شخص کو ایک آہنی عزم سے آراستہ کر دیتے۔ وہ مایوسیوں کا جوا اتار پھینکتے۔ ان کی تقریر کے دوران محسوس کئے جانے والے فکر کی نشاندہی اس طرح کی جا سکتی ہے۔

"وہ ہر سنگ گراں جو رستے میں حائل ہو سکتا' اسے ہٹا کر دم لینے کا پیغام دیتے۔"

وہ سامع کو سمجھاتے کہ اگر ہم اسلام کے ساتھ اپنے آپ کو راہ وفا کا رہرو ثابت کر دیں تو منزل کچھ دور نہیں۔ وہ جب اپنے مخصوص جذب و جوش میں بتاتے کہ یہ بات دنیا پر عیاں ہے کہ ہم پھول بھی ہیں اور تلوار بھی' اور ہم بزم جہاں مہکائیں گے یا خون میں نہا کر دم لیں گے تو باطل کے در و دیوار کانپتے ہوئے محسوس ہوتے۔ اللہ کی وحدانیت کا درس تدریسی اعتبار سے ہی نہ دیتے بلکہ ہر باطل سے انکار کرتے ہوئے دبنگ انداز میں اعلان کرتے کہ ہم ایک خدا کے قائل ہیں اور چند ار کا جبروت ہمارے قدموں کے نیچے ہے۔ ہم حق کا نشان ہیں اور دنیا میں ہر باطل کو مٹانا ہمارا فرض ہے۔ وہ مایوسیت پر کاری وار کرتے ہوئے ہر دل میں امید کی ایک نئی شمع جلاتے ہوئے کہتے کہ ہر سمت مچلتی کرنوں نے افسون شب غم توڑ دیا ہے اور اب انشاء اللہ دیوانے جاگ اٹھے ہیں۔ جو دنیا کو جگانے والے ہیں۔ ہماری تاریخ' ہماری سرزمین اور ہمارا دین خون شہداء سے گل رنگ' گل رنگ ہیں۔ ہم اپنے شہداء کے خون کے ایک ایک قطرے سے طوفان اٹھائیں گے۔

جو سینہ دشمن چاک کرے باطل کو مٹا کر خاک کرے
ہر روز کا قصہ پاک کرے وہ ضرب لگا کر دم لیں گے
ہر ازم کے بت کو توڑیں گے اسلام سے رشتہ جوڑیں گے
باطل کو مٹا کر چھوڑیں گے اسلام کو لا کر چھوڑیں گے
قرآن ہمارا رہبر ہے اسلام ہماری منزل ہے
اس پاک وطن میں اسلامی دستور بنا کر دم لیں گے

تحریک ختم نبوت ہی نہیں تقریباً" ہر تحریک میں ان کا نمایاں اور جاندار حصہ رہا ہے لیکن تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں انہوں نے جس خوبصورت انداز سے قیادت کی تھی۔ اس نے میانوالی کے ہر فرد کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ اس لئے کہ میانوالی میں دیکھتے ہی دیکھتے ایسے سینکڑوں جیالے سامنے آ گئے۔ جنہوں نے سر پہ کفن باندھ کر مقام مصطفیٰ کے لئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کا عہد کر لیا۔

حضرت مولانا محمد رمضانؒ نے جرات' اخلاص و وفا کی نئی قندیلیں میانوالی کی سرزمین پر روشن کیں اور پھر عشق مصطفیٰ کا تقاضہ ہے کہ جس دل میں ہوتا ہے اوپر کو پھیل جاتا ہے۔ دربار مصطفیٰ میں عشق مصطفیٰ کی پذیرائی خوشبو کی طرح ہوتی ہے۔ عشق کی اس آگ میں حضرت مولانا کا چہرہ ایسا روشن ہوا کہ پھر ان کا مسکن ہر ظلم کے خلاف ایک مستقل مرکز کی شکل اختیار کر گیا۔ دکھ درد کے ماروں نے یہاں آ کر پناہ حاصل کرنا شروع کی اور یوں موتی مسجد ایک آستانہ بن گیا۔ جس میں عملی مدد کی جاتی۔ مظلوم کی حمایت اور ظالم کی مخالفت کی جاتی۔ جو دینی اور سیاسی ورکروں کے لئے تربیت گاہ کا روپ دھار گئی۔ اس تربیت گاہ سے دوسروں کے علاوہ راقم نے خود بھی بہت کچھ سیکھا۔ مولانا محمد رمضانؒ کا فیض جاری و ساری رہا۔ ایک جرات' ایک حوصلہ' ایک عجب سی توانائی نے یہاں حاضری دینے والوں کو تحریکی قوت عطا کی۔ ایوب خان کے عائلی قوانین کے خلاف جمعیت العلمائے اسلام کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ پھر جمہوری مجلس عمل اور بھٹو کے دور میں متحدہ جمہوری محاذ بنا تو مولانا محمد رمضان اور ان کے مدرسہ نے نمایاں کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں آپ نے پاکستان قومی اتحاد ضلع میانوالی کے صدر کی حیثیت سے بڑی گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ کی گرفتاری بھی عمل میں لائی گئی لیکن آپ کیونکہ دور زنداں کے پرانے مسافر تھے۔ اس لئے قید و بند کی صعوبتیں بھی انہیں اپنے سفر سے ہٹا نہ سکیں۔

مولانا کی حق گوئی ضلع میانوالی کا ایک تحفہ سمجھی جاتی تھی۔ انہوں نے حق گوئی و بے باکی سے نہ صرف اپنا مسلک بیان کیا بلکہ صداقتوں کو تحریک کا حصہ بنا دیا۔ وہ موج بے قرار کی طرح تھے۔

باقی صفحہ ۲۳ پر

محمد اقبال‘ حیدر آباد

اسلام کا معاشی نظام

محمدؐ نے اسلام کا جو معاشی نظام دیا اس کا مقابلہ دنیا کا کوئی نظام نہیں کرسکتا

اگر فرات کے کنارے کتا بھی بھوک سے مرگیا تو بھی (مسلمانوں کا امیر) عمرؓ ذمہ دار ہے

محنت و مشقت انسان کا مقدر ہے لیکن روزی کا حلال ہونا ضروری ہے

محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا جو معاشی نظام دیا اس کا مقابلہ دنیا کا کوئی نظام نہیں کرسکتا کیونکہ اصل میں یہ خالق تعالیٰ کا دیا ہوا نظام ہے اور وہی خوب جانتا ہے کہ مخلوق کے لئے کس طرح کا نظام بہتر ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ جس طرح اسلام کا نظریاتی‘ عباداتی اور اخلاقی پہلو دنیا سے اپنا لوہا منوا چکا ہے اور جس طرح کہ اسلام کا تعزیراتی نظام امن عالم کا واحد ضامن ہے‘ اسی طرح معاشی مشکلات کا سب سے بہتر اور کامیاب حل بھی صرف اسلام ہی نے پیش کیا ہے۔ دور نبوت‘ زمانہ خلافت حتیٰ کہ صالح اور عادل شاہان اسلام کے دور میں بھی آپ کو فقر و فاقہ سے عشق و محبت کرنے والے تو مل سکتے ہیں لیکن جبری بھوک اور فاقہ مستی کے ہاتھوں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے والوں کی تعداد صفر ملے گی۔

تم سمجھتے ہو اسلامی نظام میں صرف اور صرف قرآن و حدیث کی تعلیم کا انتظام ہوگا‘ نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے پر زور دیا جائے گا۔ زیادہ سے زیادہ چور کا ہاتھ کاٹنے اور زانی کو سنگسار کرنے کا قانون بنادیا جائے گا لیکن پیٹ کا دوزخ ویسے کا ویسے خالی ہی رہے گا اور ہم یوں ہی عذاب الیم میں مبتلا رہیں گے۔ لیکن تم اچھی طرح سمجھ لو کہ واقعتاً ایسا نہیں ہے۔ تمہارے اس سوء ظن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ انگریزوں کی مہربانی ہے کہ اس نے ایک طرف لوگوں کو اعتماد علی اللہ کی دولت سے العیاذ باللہ محروم رکھا اللہ جل ذکرہ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت کرنے سے روکا اور دوسری طرف دینی تعلیمات سے کوسوں دور کردیا۔ یاد رکھئے کہ قرآن و حدیث کی رو سے نہ صرف اسلامی ملک میں رہنے والے انسانوں بلکہ بلیوں اور کتوں تک کی روٹی کا انتظام اسلامی حکومت کے فرائض میں شمار کیا گیا ہے۔

سیدنا عمر فاروقؓ کا یہ دلدوز جملہ۔

اگر فرات کے کنارے کوئی کتا بھی بھوک سے مرگیا تو بھی (مسلمانوں کا امیر) عمرؓ ذمہ دار ہے۔

جس نظام میں کتے کے لئے روٹی کا انتظام ضروری قرار دیا گیا ہے‘ کیا آپ کی روٹی کا انتظام اس کی ذمہ داری میں داخل نہیں ہوگا؟

صحیح مداوا تو جب ہی ہوسکتا ہے کہ حکومت کا نظام کسی یوسف کسی ابوبکر کسی عمر یا کسی عثمان کے ہاتھ میں ہوتا۔ لیکن اپنے اور دنیا کے موجودہ حالات میں تو اس کی آرزو کی بھی گنجائش نہیں ہے۔

سوائے اسلام کے باقی وہ تمام ازم جو انسانی کھوپڑیوں کے مخترع ہیں۔ گناہ‘ غیر گناہ‘ جائز‘ غیر جائز اور حرام حلال کی تمیز ہی نہیں رکھتے جن کے ہاں بکرے اور سور کے گوشت کو یکساں سمجھا جائے بلکہ حرام کو حلال پر ترجیح دی جائے۔ مرد کے مرد کے ساتھ ازدواجی تعلقات کو قانونی جواز دیا گیا ہو۔ عورتوں کو زنا کرانے کا لائسنس جاری کرکے اس کو کمائی کا باقاعدہ پیشہ بنائیں۔ کیا ایسے لوگ اس قابل ہیں کہ ان کے معاشی نظام کو اپنایا جائے؟

جہاں خدائے واحد کا تصور ہی نہیں۔ آغاز و انجام کی فکر ہی نہیں۔ جب کے پیدا ہوئے ہیں مرتے دم تک اپنی جان و مال‘ وقت و دماغ اور صلاحیتیں سب کچھ مادیات کی نذر کرتے چلے جاتے ہیں۔ جن کی پکار ہی یہ ہے کہ آگے کچھ نہیں۔ اگر ہے تو بس یہی دنیا میں۔ زر‘ زن اور ساغر و مینا۔ پس عیش کیے جاؤ‘ بالغ لڑکا‘ لڑکی اپنی مرضی سے بدکاری کریں تو ان کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن مسلمان........ جہاں تصورات کا محور خداوند قدوس ہے۔ آخرت کا‘ قیامت کا‘ جزا کا‘ سزا کا‘ جنت دوزخ کا تصور موجود ہے۔ اس لئے۔

اپنی ملت کو قیاس اقوام یورپ پر نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشی زندگی کے جو اصول بتلائے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ زمین و آسمان کے اندر اور درمیان جو کچھ بھی ہے اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کے تمتع و استفادہ کے لئے پیدا کیا ہے۔

۲۔ محنت مشقت انسان کا مقدر ہے اس لئے اس پر کسب یا محنت کے ذریعے روزی حاصل کرنا لازم ہے لیکن کسب کا جائز اور روزی کا حلال ہونا ضروری ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی تعلیم کا منشا یہ تھا کہ ہمیں حالات کے نشیب و فراز کی پرواہ کئے بغیر مسلسل اور انتھک محنت کرنی چاہئے۔ طبرانی کی مشہور حدیث اس پر دلالت کرتی ہے جو حضرت سیدہ عائشہؓ سے یوں مروی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ہمیں اپنا کام ناکامی کی حالت میں بھی جاری رکھنا چاہئے۔ اپنی اور اپنے خاندان کی کفالت کے لئے ایمانداری سے اور سخت محنت سے روزی کمانے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد فی سبیل اللہ قرار دیا۔ لیکن اب اس کی بجائے ہمارے معاشرے میں بے کار بھکاری اور دوسروں کی کمائی پر گزارا کرنے والے پائے جاتے ہیں۔ مسلمان ایک عجیب اور گناہوں سے بھرپور زندگی گزار رہا ہے۔ کہیں تن اور دھن کے لئے ان کو چوری کرنا پڑتی ہے‘ کہیں اپنے اہل و عیال کے لئے جھوٹ بولنا پڑتا ہے‘ سود اور رشوت سے پیٹ بھرنا پڑتا ہے‘ ناچ گا کر مال جمع کیا جاتا ہے‘ کوئی اپنی خودداری اور عزت کو اپنے ہی ہاتھ سے آپ آگ لگا کر گداگری اور بھیک مانگنے کے لئے جارہا ہے‘ کوئی جھوٹا عالم اور مصنوعی شاہ بنا ہوا دین و ایمان کو بالائے طاق رکھ کر جھوٹی اور غلط روایات بنا بنا کر اپنے معتقدین اور مریدین سے روپیہ اینٹھ رہا ہے‘ کوئی امراء کی چمچہ گیری سے دولت جمع کررہا ہے۔

آج جو لوگ اس خیال میں ہیں کہ مکر و فریب اور حرام خوری ہی ترقی کی راہیں ہیں‘ وہ بھول میں ہیں۔ آج تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی ان سنی کررہا ہے لیکن دوسرا عالم جو پیش آنے والا ہے‘ جس سے کسی کو بھی مفر نہیں۔ وہاں کوئی چیز ساتھ نہیں جائے گی سوائے اعمال کے جب دے گی ادھر آ۔ وہاں کوئی چیز کام نہیں آئے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص چالیس دن حلال کمائے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو منور کرتا ہے اور اس کے دل سے حکمت کے چشمے اس کی زبان پر جاری کرتا ہے۔

ہندوستان کے مغل حکمران اورنگ زیب عالمگیرؒ جن کی کابل سے برما تک حکمرانی تھی۔ کلام پاک کی کتابت کر کے اور ٹوپیاں بنا کر حلال رزق کماتے تھے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے کپڑے بیچنے والے اپنے کارندے کو حکم دے رکھا تھا کہ جو عیب والا 'نقص والا کپڑا ہو' وہ عیب پہلے ظاہر کرو۔ ایک دفعہ کارندے نے ایک عیب والا تھان بیچ دیا اور نقص ظاہر کرنا یاد نہ رہا۔ حضرت امام صاحب کو جب یہ صورت حال معلوم ہوئی تو آپ نے اس تھان کی تمام آمدنی صدقہ کر دی۔

کرد ایک قبیلہ کا نام ہے۔ اس میں ایک شخص ڈاکو مشہور تھا۔ وہ اپنا قصہ بیان کرتا ہے کہ میں ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ڈاکہ ڈالنے کے لئے جا رہا تھا۔ راستہ میں ہم ایک جگہ بیٹھے تھے۔ وہاں ہم نے دیکھا کہ کھجور کے تین درخت ہیں۔ دو پر تو خوب پھل آرہا ہے اور ایک بالکل خشک ہے اور ایک چڑیا بار بار آتی ہے اور پھل دار درختوں پر سے تروتازہ کھجور اپنی چونچ میں لے کر اس خشک درخت پر جاتی ہے۔ ہمیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا۔ میں نے دس مرتبہ اس چڑیا کو لے جاتے دیکھا تو مجھے خیال ہوا کہ اس پر چڑھ کر دیکھوں کہ یہ چڑیا اس کھجور کو کیا کرتی ہے۔ میں نے اس درخت کی چوٹی پر جا کر دیکھا کہ وہاں ایک اندھا سانپ منہ کھولے پڑا ہے اور یہ چڑیا وہ تروتازہ کھجور اس کے منہ میں ڈال دیتی ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر اس قدر عبرت ہوئی کہ میں رونے لگا۔ میں نے کہا میرے مولا! یہ سانپ جس کو مارنے کا حکم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔ جب یہ اندھا ہو گیا تو تو نے اس کی روزی پہنچانے کے لئے چڑیا کو مقرر کر دیا اور میں تیرا بندہ تیری توحید کا اقرار کرنے والا تو نے مجھے لوگوں کے لوٹنے پر لگا دیا۔ اس کہنے پر میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ میرا دروازہ توبہ کے لئے کھلا ہوا ہے۔ میں نے اسی وقت اپنی تلوار توڑ ڈالی جو لوگوں کو لوٹنے کا کام دیتی تھی اور اپنے سر پر خاک ڈالتا ہوا درگزر درگزر چلانے لگا۔ مجھے غیب سے آواز آئی کہ ہم نے درگزر کیا' ہم نے درگزر کیا۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ وہ کہنے لگے کیا ہو گیا۔ میں نے کہا مہجور تھا اب میں نے صلح کر لی۔ یہ کہہ کر سارا قصہ میں نے ان کو سنایا وہ کہنے لگے ہم بھی صلح کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر سب نے اپنی تلواریں توڑ دیں اور سب لوٹ کا مال چھوڑ کر ہم احرام باندھ کر مکہ کے ارادے سے چل دیئے۔ تین دن چل کر ایک گاؤں میں پہنچے تو ایک اندھی بڑھیا ملی۔ اس نے ہم سے میرا نام لے کر پوچھا کہ تم میں اس نام کا کوئی کردی ہے؟ لوگوں نے کہا ہے۔ اس نے کچھ کپڑے نکالے اور یہ کہا کہ تین دن ہوئے میرا لڑکا مر گیا۔ اس نے یہ کپڑے چھوڑے۔ میں تین دن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھ رہی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے کپڑے فلاں کردی کو دے دوں۔ وہ کردی کہتے ہیں کہ وہ کپڑے میں نے لے لئے اور ہم سب نے ان کو پہنا۔ (روض)

۳۔ کسب کی آزادی انسان کا حق ہے۔

۴۔ پیدائش دولت اور تقسیم دولت' عدل و احسان کے اصول پر ہونی چاہئے۔

۵۔ بخل' اکتناز' احتکار وغیرہ کے ذریعے گردش دولت میں رکاوٹ پیدا کرنا سنگین جرم یا گناہ کبیرہ ہے۔

۶۔ فرد کے بنیادی معاشی حقوق کا احترام افراد اور معاشرے دونوں پر واجب ہے۔

۷۔ زکوٰۃ' خیرات و صدقات اور احسان کے ذریعے انسانی فلاح و بہبود کے کاموں میں حصہ لینا فرض ہے۔

اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ کو اتنی اہمیت دی گئی کہ اسے ارکان اسلام میں شامل کیا گیا۔ زکوٰۃ' اسلام کا چوتھا رکن ہے۔ یعنی کم از کم وہ مالی قربانی جو ہر ذی استطاعت (صاحب نصاب) مسلمان پر فرض ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کو اسلام سے کفر و بغاوت کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

۸۔ بھوک' ننگ' بیماری' بے کاری وغیرہ کو دور کرنا معاشرے کی ذمہ داری ہے۔

۹۔ معاشی زندگی کے ہر گوشے میں دیانت و امانت اور عدل و احسان کا روا رکھنا لازمی ہے۔

۱۰۔ استحصال' جبر و ظلم اور سود حرام ہیں۔

اسلامی تعلیم پر عمل کرنے کے لئے پہلا قدم مروجہ سودی دستور کو مکمل شکست دینا ہوگا۔ ہمارا موجودہ معاشی دستور ہم کو اسلامی تعلیم پر عمل کرنے سے روکتا ہے۔ اس دستور کا تقاضا یہ ہے کہ کم دو...... اور...... زیادہ لو...... یعنی سود۔ اس سے دولت جمع کرنے کا بے حد لالچ پیدا ہو جاتا ہے۔ اتحاد' ہمدردی' محبت اور اخوت کا جذبہ ملیامیٹ ہو جاتا ہے۔ خود غرضی' بغض و حسد' عداوت اور مقابلے کی آگ سینوں میں بھڑکنے لگ جاتی ہے جو اسلامی تعلیم کی روح کو بھسم کر دیتی ہے۔ مسلمانو! تمہارے لئے سود لینا اور دینا حرام ہے۔ سود کے لین دین کو قطعاً" چھوڑ دو۔

۱۱۔ اسلامی معاشرے کا کوئی فرد بھوکا نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا مفلوک الحال انسانوں کی روزی کا معقول بندوبست کرنا حکومت کی اہم ترین ذمہ داریوں میں سے ہے۔ انفرادی معاملے میں ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ کسی شخص کو اپنے پڑوس میں بھوکا نہ سونے دے۔

۱۲۔ معدنیاتی' نباتاتی اور حیوانی دولت اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ اس کو ضائع کرنا' اس کو نقصان پہنچانا یا اس امانت میں خیانت کرنا جرم ہے۔

۱۳۔ معاشی زندگی میں توازن برقرار رکھنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور کاروباری بدنیتی' خیانت وغیرہ سے اس توازن کو بگاڑنا قرآن حکیم کی اصطلاح میں "فساد" ہے اور ایسا کرنے والا فرد ہو یا حکومت' مجرم و گناہگار ہے۔

۱۴۔ افراد معاشرہ کی کفالت کا معقول انتظام کرنا حکومت کی اولین ذمہ داریوں میں سے ہے۔

۱۵۔ نجی ملکیت کی رخصت ہے لیکن وہ انفاق بالعفو کے اصول سے مشروط ہے۔

۱۶۔ چونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکم "انفاق بالعفو" پر عمل کیا۔ لہٰذا ایسا کرنا سنت موکدہ ہوا۔ چونکہ یہ حکم قرآنی ہے اس لئے فرض ہوا۔

۱۷۔ احتیاج کے وقت دوسروں کی چیزیں استعمال کرنے کی اجازت ہے اور مالک انہیں منع کرنے کے مجاز نہیں۔

غیروں کا معاشی نظام اپنانے والوں سے گزارش ہے کہ محمد عربی فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا لوہے کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاشی نظام کو نہیں اپناتے تو تمہارا ایمان کھوٹا ہے' کھرا نہیں۔ تمہارا دعویٰ محبت جھوٹا ہے' سچا نہیں۔

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح

اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے

ستارا جیولرز

آسمانوں کی زینت ستارے
خواتین کی زینت زیورات

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲

فون نمبر : ۲۳۵۰۸۰

از۔ عارف حسین' فاضل جامعہ علوم اسلامیہ' بنوری ٹاؤن

جن چیزوں کو اللہ پاک نے حرام کیا ہے ان پر نگاہ نہ ڈالیں

بدنظری کی بیماری اور ٹیلی ویژن کی مصیبت

بدنظری عموماً" زنا کی پہلی سیڑھی ہے' اس سے بڑے فواحش کا دروازہ کھلتا ہے

عورتوں پر مجرمانہ حملے ٹیلی ویژن اور سینما سے سیکھے جاتے ہیں

بدنگاہی اور بدکاری سے بچو ورنہ اپنے علم کے موافق تم کو سزا دے گا

قل للمومنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون۔

ترجمہ۔ "آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے صفائی کی بات ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے' جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔"

آیت شریفہ میں اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے۔ جن چیزوں کو اللہ پاک نے حرام کیا ہے۔ ان پر نگاہیں نہ ڈالیں۔ حرام چیزوں سے نظریں نیچی کرلیں۔ مثلاً" شہوت کے ساتھ کسی کی طرف خواہ اپنے ہوں یا پرائے' مرد ہوں یا عورتیں۔ قصداً" نگاہ ڈالنا جائز نہیں ہے البتہ بیوی یا باندی ہو تو مضائقہ نہیں۔

اچانک نظر معاف ہے

پہلی دفعہ کسی پر بلا ارادہ نظر پڑ جائے تو اس میں مواخذہ نہیں ہے البتہ قصداً" دوبارہ نظر نہ ڈالی جائے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ۔

"علی پہلی (اچانک) نظر کے پیچھے (دوسری مرتبہ بالارادہ) نظر نہ کر۔ پہلی نظر تو جائز ہے البتہ دوسری نظر مباح نہیں ہے۔"

شرمگاہ کی حفاظت

آیت شریفہ میں ایک حکم یہ بھی ہے کہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

"حرام کاری سے بچنے اور ستر کسی کے سامنے نہ کھولے یا نگاہوں کا جھکانا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنا یہ ان کے لئے نہایت پاکیزہ یا نہایت مفید عمل ہے اس میں زنا کا خطرہ نہیں رہتا۔"

بدنظری سے عبادت کی توفیق چھن جاتی ہے

بدنگاہی سے آدمی اپنے آپ کو محفوظ رکھے تو اللہ تعالیٰ شانہ دنیا ہی کے اندر ایسی دولت نصیب فرمائیں گے کہ اسے ایسی عبادت کی توفیق مرحمت ہوگی جس کی لذت اور حلاوت وہ خود محسوس کرے گا۔ اگر خدانخواستہ نظربازی کی بیماری میں مبتلا ہو گیا تو بسا اوقات عبادت کی توفیق بھی چھین لی جاتی ہے۔ یا کم از کم عبادت کی حلاوت اور لذت تو ختم ہو ہی جاتی۔ اللہ جل شانہ سب کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب دام مجدہ آپ بیتی نمبر ۲ میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

"یہ نہایت ہی مہلک مرض ہے۔ ایک تجربہ تو میرا بھی اپنے بہت سے احباب پر ہے کہ ذکر شغل کی ابتدا میں لذت و جوش پیدا ہوتا ہے اور اس جوش میں عبادات میں ایک لذت پیدا ہوتی ہے۔ مگر اس بدنظری سے سب سے پہلے عبادت کی حلاوت اور لذت فنا ہوتی ہے اور اس کے بعد رفتہ رفتہ عبادات کے چھوٹنے کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے۔"

بدنظری زنا کی پہلی سیڑھی ہے

حضرت شیخ التفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہ مذکورہ بالا آیت کے فوائد میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

"بدنظری عموماً" زنا کی پہلی سیڑھی ہے۔ اسی سے بڑے بڑے فواحش کا دروازہ کھلتا ہے۔ قرآن کریم نے بدکاری اور بے حیائی کا انسداد کرنے کے لئے اول اسی سوراخ کو بند کرنا چاہا ہے یعنی مسلمان مرد و عورت کو حکم دیا کہ بدنظری سے بچیں اور اپنی خواہشات کو قابو میں رکھیں۔ اگر ایک مرتبہ بے ساختہ مرد کی کسی اجنبی عورت پر یا عورت کی کسی اجنبی مرد پر نظر پڑ جائے تو دوبارہ ارادہ سے اس طرف نظر نہ کرے کیونکہ یہ دوبارہ دیکھنا اس کے اختیار سے ہوگا۔ جس میں وہ معذور نہیں سمجھا جائے گا۔ اگر آدمی نیچی نگاہ کی عادت ڈال لے اور اختیار و ارادہ سے ناجائز امور کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھے تو بہت جلد اس کے نفس کا تزکیہ ہو سکتا ہے چونکہ پہلی مرتبہ دفعتاً" جو بے ساختہ نظر پڑتی ہے وہ ازراہ شہوت و نفسانیت نہیں ہوتی اس لئے حدیث میں اس کو معاف رکھا گیا ہے۔ شاید یہاں بھی من ابصارھم میں من کو تبعیضیہ لے کر اس طرف اشارہ کیا ہے۔ آنکھ کی چوری اور دلوں کے بھید اور نیتوں کا حال اس کو سب معلوم ہے لہٰذا اس کا خیال کرکے بدنگاہی اور ہر قسم کی بدکاری سے بچو ورنہ وہ اپنے علم کے موافق تم کو سزا دے گا۔

زنا کے ذرائع بھی حرام ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

لا تقربوا الزنا۔

ترجمہ۔ "زنا کے قریب (بھی) مت جاؤ۔"

اللہ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ جو چیز قطعی حرام ہے اس کے اسباب و وسائل سے بھی روک دیا کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب آدمی اسباب و وسائل سے پرہیز کرے گا تو انشاء اللہ زنا کے قریب بھی نہیں جائے گا۔ زنا کے ذرائع یہ ہیں۔

۱۔ بری نظر سے دیکھنا۔

۲۔ اس کی طرف چل کر جانا۔

۳۔ بے ضرورت بات چیت کرنا۔

۴۔ غیر محارم کی باتوں کی طرف کان لگانا۔

اس قسم کے ناجائز تصورات کرنا یہ ساری ہی چیزیں زنا ہیں اور زنا کے وسائل ہیں۔

تصویر دیکھنا

بدنظری کی ایک قسم وہ برہنہ تصاویر ہیں جو اخباروں اور کتابوں میں ہوتی ہیں۔ ان سے بھی اپنی نگاہ کو بچایا جائے۔ نیز سینما' ٹیلی ویژن پر جو تصویریں آتی ہیں اس سے

باقی صفحہ ۲۹ پر

از: مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ

قادیانیوں کیساتھ حق و باطل کا فیصلہ کرنے کیلئے بارہ مسلمہ اصول و ضوابط

مرزائیت کا مذہب سے کوئی رابطہ نہیں یہ تو محض ایک استعمارت کا چکر ہے جو کہ مذہب کی آڑ میں چلایا گیا ہے

قادیانیوں کی پیش کردہ مجددین کی فہرست سے واضح ہے کہ مجددیت کوئی ایسا عہدہ نہیں جس کا دعویٰ کرنا مجدد کے لئے ضروری ہے

قرآن و حدیث کا وہی مفہوم بہتر ہو گا جس کی تائید قرآنی شواہد سے ہوتی ہو اور جسے خود آنحضورؐ نے بیان فرمایا ہو

بحث و مباحثہ میں دوسرے فریق کو کوئی بات منوانے کے لئے ہمیشہ اس کے مسلمہ اصول پیش کئے جاتے ہیں تاکہ وہ ان اصولوں کے نتائج تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے۔ اسی اصول کے پیش نظر میں قادیانیوں کو راہ راست پر لانے کے لئے ذیل میں درج ۱۲ وہ اصول اور قواعد و ضوابط پیش کرنا چاہتا ہوں جن کو خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں بطور اصول پیش کیا ہے۔ یہ طریق کار بالکل جدید اور فیصلہ کن ہو گا جس سے کسی بھی فریق (مسلم و قادیانی) کو انحراف کی قطعاً کوئی گنجائش نہ ہوگی۔

نوٹ۔ یاد رہے کہ مرزائیت کا مذہب سے دور کا بھی کوئی رابطہ نہیں یہ تو محض ایک استعمارت کا چکر ہے جو کہ مذہب کی آڑ میں چلایا گیا ہے۔ ہم ان کے ساتھ مذہبی بحث اس لئے کرتے ہیں تاکہ وہ عوام میں یہ تاثر نہ پھیلا سکیں کہ دیکھو جی مسلمان علماء کو جواب نہیں آتا۔ اب ضوابط ملاحظہ فرمائیں۔

ضابطہ نمبرا۔ قرآن مجید کے وہ معانی اور مطالب سب سے زیادہ قابل قبول ہوں گے جن کی تائید قرآن شریف ہی میں دوسری آیات سے ہوتی ہو۔ یعنی شواہد قرآنی۔ دیکھئے مرزا صاحب کی کتاب برکات الدعا ص ۱۳۔

ضابطہ نمبر۲۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ۔ "دوسرا معیار تفسیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس میں شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن مجید کے سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ پس اگر آنحضرتؐ سے تفسیر ثابت ہو جائے تو مسلمان کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا وغدغہ قبول کرلے نہیں تو اس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہے۔" مرزا کی کتاب برکات الدعا ۱۳ تا ۱۸۔

ضابطہ نمبر۳۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ۔ "تیسرا معیار صحابہؓ کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نوروں کو حاصل کرنے والے اور علم نبوت کے پہلے وارث تھے اور خدا کا ان پر بڑا فضل تھا اور نصرت الٰہی ان کی قوت مدرکہ کے ساتھ تھی کیونکہ ان کا نہ صرف قال (ظاہر) بلکہ حال تھا۔" برکات الدعا حوالہ بالا۔

ضابطہ نمبر۴۔ پھر اگر کسی وقت کلام اللہ اور حدیث رسولؐ کے سمجھنے میں اختلاف رونما ہو جائے اور خلقت گمراہ ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ہر صدی میں ایسے علمائے ربانی پیدا فرمانے کا انتظام فرما رکھا ہے جو اختلافی مسائل کو خدا اور رسولؐ کی منشاء کے مطابق واضح کرتے رہتے ہیں چنانچہ سید المرسلینؐ کا ارشاد ہے کہ ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا مشکوٰۃ ص ۳۶ بروایت ابی داؤد۔ ترجمہ یعنی اللہ تعالیٰ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایسے افراد پیدا کرتا رہے گا جو دین کی تجدید کرتے رہیں۔

نیز فرمایا۔ یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین و انتحال المبطلین و تاویل الجاھلین مشکوٰۃ نمبر ۳۶۔

قال النبی لا تزال طائفۃ من امتی قائمۃ بامر اللہ لا یضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم علی ذالک متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۵۸۳۔

جناب مرزا صاحب بھی لکھتے ہیں کہ۔ "جو لوگ خدا کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر آنجنابؐ کے خلیفہ ہوتے ہیں خدا تعالیٰ انہیں تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں۔" مرزا کی کتاب فتح اسلام ص ۹۔

دوسری جگہ لکھا کہ۔ "مجدد کا علوم لدنیہ و آیات سماویہ کے ساتھ آنا ضروری ہے۔" ازالہ اوہام ص ۱۵۴۔

تیسری جگہ لکھا کہ۔ "مجدد لوگ دین میں کوئی کمی بیشی نہیں کرتے۔ گمشدہ دین پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں۔ یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا کے حکم سے انحراف ہے۔ وہ فرماتا ہے من کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون۔ بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ کیا ہم پر اولیاء کا ماننا فرض ہے۔ سو اللہ فرماتا ہے کہ بے شک فرض ہے ان کی مخالفت کرنے والے فاسق ہیں۔" سلسلہ تصنیفات ص ۱۰۳۔ شہادۃ القرآن ص ۴۷ از مرزا صاحب۔

چوتھی جگہ لکھتے ہیں کہ۔ "ایسے اکابر و آئمہ جن کو فہم القرآن عطا ہوتا ہے جنہوں نے قرآن شریف کے اجمالی مقامات کی احادیث نبویہؐ کی مدد سے تفسیر کر کے خدا کے پاک کلام اور پاک تعلیم کو ہر ایک زمانہ میں تحریف معنوی سے محفوظ رکھا۔" ایام الصلح ص ۵۵۔ روحانی خزائن ص ۲۸۸، ج ۱۴۔

پانچویں جگہ لکھا کہ۔ "مجدد مجملات کی تفسیر کرتا اور کتاب اللہ کے معارف بیان کرتا ہے۔" روحانی خزائن ص ۲۴۰، ج ۷۔

چھٹی جگہ لکھا کہ۔ "مجدد خدا تعالیٰ کی تجلیات کے مظہر ہوتے ہیں۔" سراجدین کے چار سوالوں کے جوابات ص ۱۵ خزائن ص ۳۴۱، ج ۱۲۔

ضابطہ نمبر۵۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ۔ "نصوص (قرآن و حدیث کے واضح الفاظ) کو ظاہر پر حمل کرنے پر اجماع ہے۔" ازالہ ص ۳۰۹، ۵۴۰ النصوص یحمل علی ظواہرھا۔

نیز لکھا کہ۔ "والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاہر لا تاویل فیہ ولا استثناء والا فای فائدۃ کانت فی ذکر القسم حمامۃ البشریٰ ص ۱۴، روحانی خزائن ص ۱۹۲،

ج ۷۔

ترجمہ یعنی جس جملہ خبریہ پر قسم داخل ہو اس کا ظاہری معنی لیا جائے گا۔ اس میں کوئی تاویل یا استثناء ہرگز نہ ہوگا ورنہ قسم کے ذکر کرنے کا کیا فائدہ تھا۔

ضابطہ نمبر۶۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ "جو شخص کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے تو اس پر خدا اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ یہی میرا اعتقاد ہے اور یہی میرا مقصود اور یہی میرا مدعا ہے۔ مجھے اپنی قوم سے اصول اجماعی میں کوئی اختلاف نہیں۔ انجام آتھم ص ۴۴۔

ضابطہ نمبر۷۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ۔ "مومن کا کام نہیں کہ تفسیر بالرائے کرے۔" ازالہ اوہام ص ۷۴۔

یہ ضابطہ اس حدیث کے تحت ہے کہ۔ **قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوا مقعدہ من النار۔** ابو داؤد۔ الاتقان للسیوطی ص ۱۷۹' ج ۲ و مشکوۃ ص ۳۵۔

ضابطہ نمبر۸۔ ایک مشہور کتاب بنام عسل مصفی از مرزا خدا بخش قادیانی۔ جس کا ایک ایک لفظ مرزا صاحب نے سن کر مصنف کو داد دی تھی۔ لاہوری اور قادیانی دونوں گروہوں کی تصدیقات اس پر موجود ہیں۔ خاص کر مرزا بشیر الدین اور محمد علی لاہوری کی۔ اس کی جلد اول کے پانچویں باب کی فصل اول میں گزشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین کی باحوالہ فہرست دی گئی ہے جو کہ مختصراً درج ذیل ہے۔

پہلی صدی کے مجدد۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ' سالمؒ' قاسمؒ' مکحولؒ۔ کل ۴' افراد۔

دوسری صدی کے مجدد۔ امام شافعیؒ' امام احمد بن حنبلؒ' یحییٰ بن معینؒ وغیرہ۔ کل ۱۱' افراد۔

تیسری صدی کے مجدد۔ امام طحاویؒ' احمد بن شعیب نسائیؒ وغیرہ۔ کل ۱۰' افراد۔

چوتھی صدی کے مجدد۔ امام ابوبکر باقلانیؒ' امام حاکم نیشا پوریؒ وغیرہ۔ کل ۸' افراد۔

پانچویں صدی کے مجدد۔ امام غزالیؒ' امام شمس الدین سرخسیؒ وغیرہ۔ کل ۶' افراد۔

چھٹی صدی کے مجدد۔ امام رازیؒ' ابن کثیرؒ' حافظ عبد الرحمان ابن جوزیؒ وغیرہ۔ کل ۷' افراد۔

ساتویں صدی کے مجدد۔ امام ابن تیمیہؒ' حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ وغیرہ۔ کل ۷' افراد۔

آٹھویں صدی کے مجدد۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ' حافظ زین الدین عراقیؒ وغیرہ۔ کل ۴' افراد۔

نویں صدی کے مجدد۔ امام جلال الدین السیوطیؒ' امام سخاویؒ وغیرہ۔ کل ۳' افراد۔

دسویں صدی کے مجدد۔ ملا علی قاریؒ' علامہ محمد طاہر گجراتیؒ' علی متقیؒ۔ کل ۳' افراد۔

گیارہویں صدی کے مجدد۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ' مجدد الف ثانیؒ' آدم بنوریؒ۔ کل ۳' افراد۔

بارہویں صدی کے مجدد۔ محمد بن عبد الوہابؒ' شاہ ولی اللہؒ' امام شوکانیؒ وغیرہ۔ کل ۷' افراد۔

تیرھویں صدی کے مجدد۔ سید احمد شہیدؒ' شاہ اسماعیل شہیدؒ' شاہ عبد العزیزؒ' شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبد القادرؒ۔ کل تعداد ۸۲ افراد پر مشتمل ہے۔

ضابطہ نمبر۹۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ۔ "**فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔** یعنی اگر تمہیں ان بعض امور کا علم نہ ہو جو تم میں پیدا ہوں تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو اور ان کی کتابوں کے واقعات پر نظر ڈالو تا کہ اصل حقیقت تم پر منکشف ہو جائے۔" ازالہ اوہام ص ۶۲۱۔

نیز لکھا کہ۔ "زبردستی یہ نہیں کہنا چاہئے کہ یہ ساری کتابیں (تورات اور انجیل) محرف اور مبدل ہیں بلاشبہ ان مقامات (رفع جسمانی اور پیش گوئیاں ناقل) سے تحریف کا کچھ تعلق نہیں اور دونوں فریق یہود و نصاریٰ ان مقامات کے صحت کے قائل ہیں اور پھر ہمارے امام المحدثین حضرت اسماعیل صاحب (اصل محمد بن اسماعیل ہے) اپنی صحیح بخاری میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان کتابوں میں کوئی لفظی تحریف نہیں ہوئی۔" ازالہ ص ۲۷۳' "اکثر تورات مطابق قرآن ہے۔" ازالہ ص ۵۷۶۔ "انجیل برنباس نہایت معتبر تفسیر ہے۔" سرمہ چشمہ آریہ ص ۱۸۲۔۱۷۸۔

ضابطہ نمبر۱۰۔ جناب مرزا صاحب نے ۱۸۸۰ء یا ۱۳۰۰ھ میں مجدد۔ مامور من اللہ اور ملہم ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ چنانچہ خود اقرار کرتے ہیں کہ۔ "کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مولف نے ملہم اور مامور من اللہ ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے اور مولف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے۔" تبلیغ رسالت ص ۱۳' ۱۴ ج ۱۔ ازالہ ص ۱۸۵' ۱۸۶ مفہوم۔

ضابطہ نمبر۱۱۔ "قرآن کریم کے حروف و الفاظ کی طرح اس کا مفہوم بھی ہر زمانہ میں موجود و محفوظ رہا۔" شہادت القرآن ص ۳۵' ۵۰۔

ضابطہ نمبر۱۲۔ "جو لوگ خدا سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کرتے۔" ازالہ ص ۱۹۸۔

ناظرین کرام۔ آپ مندرجہ بالا اصول کو بغور مطالعہ فرمائیں تو حسب ذیل نتائج بالکل واضح ہیں۔

۱۔ اصل سند اور دلیل قرآن و حدیث ہے۔

۲۔ قرآن و حدیث کا وہی مفہوم معتبر ہوگا جس کی تائید قرآنی شواہد سے ہوتی ہو نیز جسے خود صاحب وحی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہو۔

۳۔ کسی قرآنی آیت یا حدیث کے مفہوم میں اختلاف کی صورت میں صحابہ کرامؓ کا فہم و فیصلہ حجت ہوگا۔

۴۔ کسی بھی دینی نظریہ یا عقیدہ و عمل کا صحیح مفہوم و مصداق ہر زمانہ میں موجود رہا ہے کیونکہ حفاظت دین کا ذمہ خود خدا نے لیا ہے۔

۵۔ جو عقیدہ یا نظریہ عہد صحابہؓ سے چل کر ائمہ دین اور مجددین امت میں یکساں مسلم ہو اس سے اختلاف یا انحراف بے دینی اور گمراہی ہے۔

۶۔ مجددین امت۔ خدا کی توفیق سے دین میں پیدا شدہ کمی بیشی (بدعات) کو دور کر کے دوبارہ دین کو اصل حیثیت میں پیش کر دیتے ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ کوئی بھی دین کی صحیح بات آج تک غائب نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی غلط بات اس میں داخل ہوئی ہے۔ امت مرحومہ جن اجماعی عقائد و اعمال پر قائم چلی آ رہی ہے وہی کامل دین ہے۔

۷۔ قرآن و حدیث کے نصوص کو ظاہر پر رکھنا فرض اور طریق ہدایت ہے۔ ان کو کھینچ تان کر غلط تاویلات کرنا سراسر گمراہی ہے۔ کما هو المذکور فی مکتوب نور دین ص ۸ ملحقہ ازالہ۔

۸۔ قادیانیوں کی پیش کردہ مجددین کی فہرست سے واضح ہوا کہ مجددیت کوئی ایسا عہدہ نہیں کہ جس کا دعویٰ کرنا مجدد کے لئے ضروری ہو بلکہ بسا اوقات خود مجدد کو اپنی حیثیت کا علم نہیں ہوتا بلکہ بعد کے لوگ اس کی کارکردگی کو دیکھ کر ان کو مجدد کا خطاب دیتے ہیں۔ چنانچہ مندرجہ بالا کسی بھی مجدد نے دعویٰ مجددیت کر کے اپنی جماعت نہیں بنائی حتیٰ کہ محافظان ملت ائمہ اربعہؒ نے بھی دعویٰ مجددیت کر کے جماعت بندی نہیں فرمائی کیونکہ دعویٰ صرف رسالت تک محدود ہے۔ امنت باللہ و ملئکتہ و رسلہ۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ صدی میں صرف ایک ہی مجدد نہیں آتا بلکہ متعدد بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ عسل مصفی کی وضاحت اور ارشادات نبوت سے واضح ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اگر کوئی قادیانی فرد طلب حق کے لئے کسی بھی مسئلہ پر گفتگو تحریری یا زبانی کرنا چاہے تو اسے ہم مندرجہ بالا اصولوں کی روشنی میں نہایت فراخ دلی سے دعوت دیتے ہیں۔ اب قادیانیوں پر اخلاقی طور پر لازم ہے کہ اگر وہ واقعتاً اپنے آپ کو صحیح تصور کرتے ہیں اور مرزا صاحب کو اپنی تعلیمات میں سچا تصور کرتے ہیں تو وہ بڑی خوشی سے مندرجہ بالا اصولوں (جو کہ مرزا صاحب نے پیش کئے ہیں) کے تحت ہر وقت جس موضوع پر چاہیں گفتگو کر سکتے ہیں۔ ہم صادق و امین خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا وعدہ کرتے ہیں کہ ہم مندرجہ بالا اصولوں

باقی صفحہ ۲۹ پر

دنیا کو ہے اس مہدیؑ برحق کی ضرورت ہو جس کی نگاہ زلزلۂ عالمِ افکار

از مفتی غلام مرتضیٰ ماشاہ کوٹ

امام مہدیؑ کے بارے میں مرزائی اعتراضات اور انکے جوابات

ظہور امام مہدی کی کل روایات ۸۷ ہیں اور ان متواتر احادیث کی وجہ سے ظہور امام مہدی پر ایمان رکھنا واجب و ضروری ہے

جب امام مہدی کا وصال ہوگا تو مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور عیسیٰؑ ان کی نماز جنازہ پڑھا کر دفن کریں گے

مہدیؑ کے باپ کا نام عبداللہ' مرزا کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ' مہدیؑ کی ماں کا نام آمنہؓ اور مرزا کی ماں کا نام چراغ بی بی عرف گھسیٹی

مرزائی محمد اسد اللہ کاشمیری نے امام مہدی کا ظہور نامی ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کے ص ۳ تا ص ۱۸ ظہور امام مہدی پر تین اعتراضات کئے ہیں۔

اعتراض اول

اہل اسلام کے درمیان مہدی کے خاندان کے بارے میں بہت اختلاف ہے۔ اس اعتراض میں اس مرتد نے چار روایتیں درج کی ہیں۔

ا۔ "مہدی حسنؓ کی اولاد میں سے ہوگا۔"

(نجم الثاقب ص ۱۴۳ ج ۲)

ب۔ "مہدی حسینؓ کی اولاد میں سے ہوگا۔"

(نجم الثاقب ص ۱۴۲ ج ۲)

ج۔ "مہدی بنی عباس سے ہوگا۔"

(کنز العمال ص ۹۷ ج ۶)

د۔ "مہدی فارسی الاصل ہوگا۔"

(بخاری شریف مترجم ص ۴۸۵ ج ۳)

اور پھر اس مرتد نے اس روایت نمبر ۴ بخاری کو ترجیح دیتے ہوئے خائم بدھن اس روایت کو مرزا قادیانی ملعون پر چسپاں کیا ہے کہ کیونکہ بخاری شریف اصح الکتب ہے لہٰذا پہلی تینوں روایتیں جھوٹی ہیں اور یہ روایت سچی ہے اور مرزا قادیانی مہدی ہے کیونکہ مرزا فارسی الاصل تھا۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ پہلی دونوں روایتیں صحاح ستہ میں سے ابوداؤد و ترمذی شریف میں موجود ہیں' اس لئے یہ مسئلہ قطعی الثبوت ہے کہ امام مہدی اولاد فاطمہؓ سے ہی ہوگا چنانچہ ترمذی شریف ص ۴۴۳ ج ۲ (حاشیہ) میں ہے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ امام مہدیؑ کا اولاد فاطمہؓ سے ہونا معنیً حد تواتر تک پہنچا ہوا ہے اور اسی طرح بذل المجہود فی شرح ابی داؤد ص ۱۴۳ ج ۱۷ مصنفہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری مرحوم میں ہے کہ امام مہدی' حسنؓ حسینؓ دونوں کی اولاد میں سے ہوگا یعنی باپ کی طرف سے حسنیؓ خاندان کا ہوگا اور ماں کی طرف سے حسینیؓ خاندان کا ہوگا یعنی نجیب الطرفین ہوگا۔

اور اب اس مرتد کی تیسری روایت کہ مہدی بنی عباس سے ہوگا۔ یہ روایت من گھڑت ہے کیونکہ ابن ماجہ ص ۳۰۹ ج ۱ کے حاشیہ میں ہے کہ مہدی کا بنی عباس سے ہونا بعض غریب حدیثوں میں بیان کیا گیا ہے جو کہ صحیح نہیں کیونکہ اس قول کو صرف محمد بن ولید نے بیان کیا جو کہ متفرد ہونے کے علاوہ من گھڑت ہے جو کہ قابل قبول نہیں۔

اور اب اس مرتد ملعون کی چوتھی روایت کی طرف آیئے کہ بخاری شریف میں موجود ہے کہ مہدی فارسی الاصل ہوگا اور وہ فارسی الاصل مرزا ملعون ہے لہٰذا امام مہدی بھی مرزا ہی ہے۔ یہ اس مرتد بے ایمان مرزائی اسد اللہ نے بخاری شریف پر من گھڑت الزام لگایا ہے۔ آپ بھی بخاری شریف ص ۷۲۷ ج ۲ کی وہ روایت دیکھیں جس کا حوالہ اس نے اپنی کتاب کے ص ۱۸ پر دیا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ پس آپ پر سورۃ جمعہ نازل کی گئی۔

وآخرین منھم لما یلحقوا بھم

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سوال کیا۔

من ھم یارسول اللہ

یعنی۔ یہ کون لوگ ہیں۔

پس آپ نے کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ میں نے یہ سوال تین دفعہ دہرایا اور ہم میں سلمان فارسیؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سلمانؓ پر رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا ستارہ کے پاس بھی ہوگا تو ان (اہل فارس) میں سے ایک شخص یا ایک سے زائد اشخاص اس کو پالیں گے۔ اب اس روایت کو غور سے پڑھیں کہ اس مرتد نے اس حدیث سے ثابت کیا کہ مہدی فارسی الاصل ہوگا اور وہ مرزا قادیانی ہے حالانکہ اس حدیث میں فارسی الاصل کے مہدی ہونے کا بالکل ذکر تک نہیں اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ یہ تو چیلا ہے اور خود گرو کا یہ حال تھا کہ اپنی کتاب ازالہ اوہام ص ۸۶۶ ج ۲ میں امام بخاری کا نام محمد اسماعیل بتاتا ہے حالانکہ دورہ حدیث کے طلبہ کرام جانتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا نام محمد تھا اور اسماعیل امام بخاریؒ کے باپ کا نام تھا اور نیز ان علاقوں میں مرکب ناموں کا بالکل رواج نہیں تھا اور پھر شہادت القرآن ص ۴۱ میں مرزا گرو لکھتا ہے کہ مثلاً "صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی۔ ھذا خلیفۃ اللہ المھدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے حالانکہ اس روایت کے بارے میں' میں نے مرزائیوں کو کئی مرتبہ مناظرے کا چیلنج کیا کہ مرزا گرو نے بخاری شریف پر یہ من گھڑت الزام لگایا ہے۔ یہ روایت بخاری شریف میں نہیں ہیں' بہرحال اس چیلے مرتد مرزائی نے اپنے گرو کی اتباع کرتے ہوئے بخاری شریف پر الزام لگایا کہ مہدی فارسی الاصل ہوگا حالانکہ امام مہدی اور مرزا میں کئی فرق ہیں۔

ا۔ مہدی کا نام محمدؐ' مرزا کا نام غلام احمد۔

ب۔ مہدی کے باپ کا نام عبداللہ' مرزا کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ۔

۳۔ مہدی کی ماں کا نام آمنہؓ اور مرزا کی ماں کا نام چراغ بی بی عرف گھسیٹی۔

۴۔ مہدی مدینہ میں پیدا ہوگا جیسا کہ ابن ماجہ ص ۳۰۹ ور حاشیہ ای یولد المہدی بالمدینۃ اور کتاب عسل مصفی ص ۲۹ ج ۲ میں لکھا ہے کہ ملک ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں لاہور کے گوشہ شمال مشرق میں ایک گاؤں قادیان ہے جو ضلع گورداسپور میں واقع ہے' میں اس قادیان میں پیدا ہوا ہوں۔

۵۔ مہدی سید خاندان کا نجیب الطرفین ہوگا اور مرزا تحفہ گولڑویہ ص ۲۹ میں لکھتا ہے کہ میرے پاس فارسی الاصل ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی کے اور کچھ ثبوت نہیں اور میری قوم مغل اور گوت برلاس ہے۔

۶۔ ابو داؤد ص ۲۳۳ ج ۲ میں ہے کہ مہدی علیہ السلام کا جب وصال ہوگا تو مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام ان کی نماز جنازہ پڑھا کر دفن کریں گے اور مرزا کے متعلق سیرت المہدی ص ۹ ج ۲ میں ہے کہ مرزا قادیانی احمدیہ بلڈنگ برانڈرتھ روڈ میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ میں مرے اور قادیان میں دفن ہوئے۔ بہرحال ان چھ فرقوں کے بعد مہدی اور مرزا کو ایک بنانا درست نہیں۔ نامعلوم اس مرتد نے ان دونوں کو ایک کیسے بنا دیا۔ علامہ اقبال نے بہت اچھا فرمایا ہے۔

قوموں کی حیات ان کے تخیل پہ ہے موقوف
یہ ذوق سکھاتا ہے ادب مرغ چمن کو

مجذوب فرنگی نے بانداز فرنگی
مہدی کے تخیل سے کیا لرزہ وطن کو

اے وہ کہ تو مہدی کے تخیل سے ہے بیزار
نومید نہ کر آہوئے مشکیں سے ختن کو

اعتراض دوم

اس مرتد مرزائی نے اپنی مذکورہ کتاب میں کہا ہے کہ مقام ظہور مہدی میں بھی چار روایتیں موجود ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ ان روایات کے مطابق مہدی ظاہر نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ظہور مہدی سے مراد مرزا غلام احمد ہے جو کہ قادیان میں پیدا ہوا۔ علماء محققین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ حقیقت میں ظہور امام مہدی حرمین شریفین سے ہوگا اور جس روایت میں خراسان سے ظہور کا شبہ ہوتا ہے وہ صحاح ستہ کی روایت نہیں بلکہ علامہ بیہقی نے اس روایت کو دلائل النبوۃ میں بیان کیا ہے اور ظاہر ہے کہ دلائل النبوۃ کی روایت ابو داؤد کی روایت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ملا علی قاری حنفی مرقات ص ۱۸۲ ج ۱۰ میں لکھتے ہیں کہ فلا بنافی فی ان ابتداء ظہور المہدی انما یکون فی الحرمین الشریفین یعنی حرمین شریفین سے ظہور امام مہدی والی روایت قوی اور زیادہ صحیح ہے بہ نسبت خراسان والی روایت کے اور نیز علامہ نواب قطب الدین مظاہر حق ص ۲۸ ج ۵ میں رقم طراز ہیں کہ خراسان والی روایت سے اس بات کا تضاد لازم نہیں آتا کہ مہدی کا ظہور حرمین شریفین سے ہوگا اور اس کی وجہ ذہن میں یہ آتی ہے کہ ثوبانؓ والی روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم خراسان کی جانب سے سیاہ جھنڈے آتے دیکھو تو اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔ اس روایت میں مہدی کا ظہور نہیں بتلایا گیا بلکہ وجود بتلایا گیا ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حرمین شریفین سے ظہور کے بعد ان کا وجود اقدس مختلف جگہوں میں ہوگا کیونکہ آپ نے فرمایا امام مہدی تمام روئے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا اور اس توجیہ سے وہ روایت جو کہ تاریخ بخاری میں لکھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک جماعت ہندوستان میں دشمنان اسلام سے جہاد کرے گی اور وہ امام مہدیؓ کے

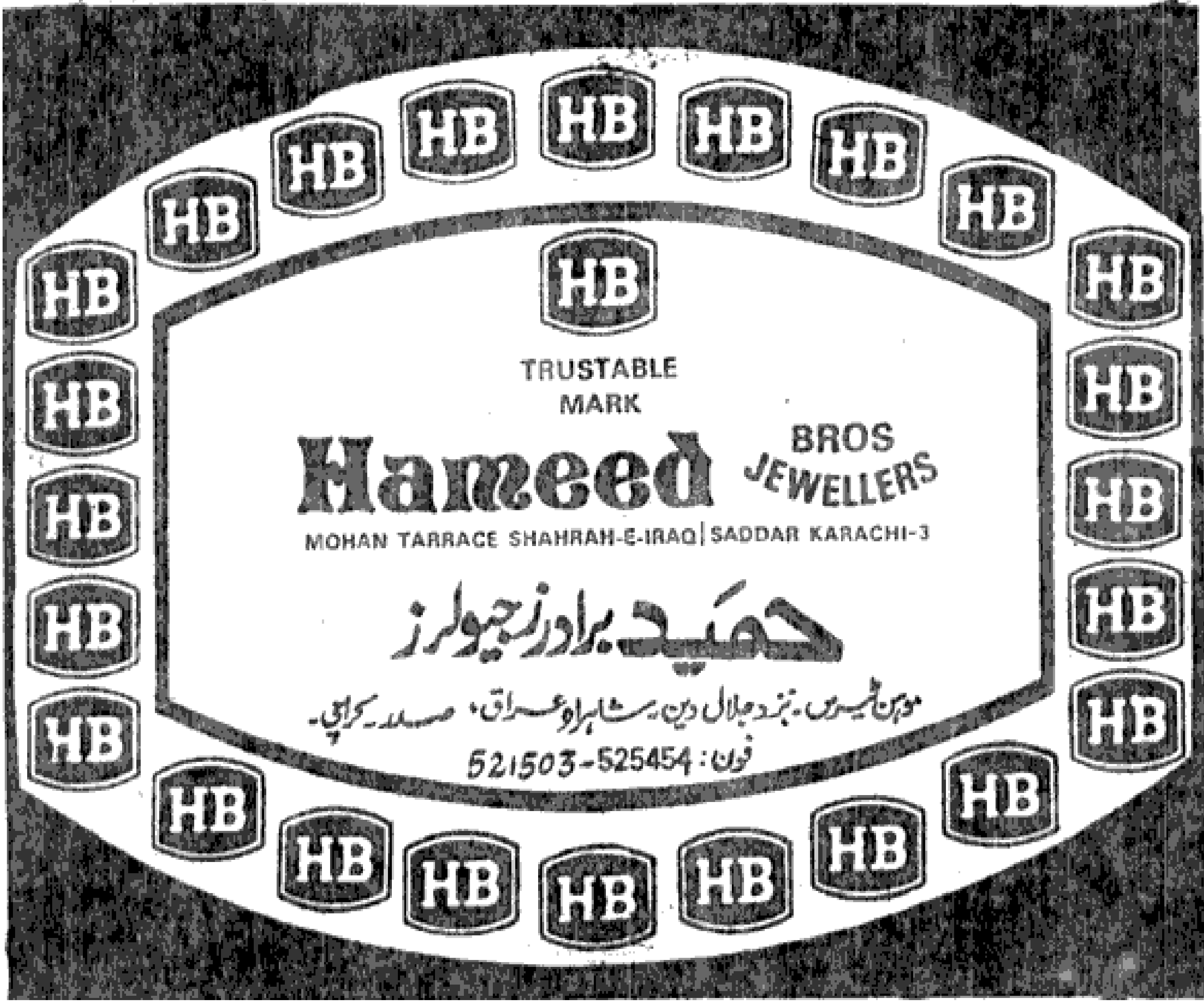

اتھ ہوگی بھی حل ہوجاتی ہے کہ وہ جماعت بھی امام مہدیؒ کے ساتھ مل کر جہاد کا ثواب حاصل کرے گی۔ بہرحال لاصہ کلام یہ ہے کہ ظہور مہدی کی روایات میں ایسا عارض نہیں کہ ان کے درمیان تطبیق نہ ہوسکے اور اس کی وجہ سے ظہور مہدی کا انکار کردیا جائے اور امت سلف کے اجماعی عقیدہ ظہور مہدی میں شبہ پیدا کرکے کفر رتداد اختیار کیا جائے۔ بقول اقبال مرحوم کے۔

پنجاب کے ارباب نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مومن پارینہ ہے کافر

آوازہ حق اٹھتا ہے کب اور کدھر سے
مسکین و لکم ماندہ دریں کشمکش اندر

اعتراض ثالث

اس مرتد نے تیسرا اعتراض یہ کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی امام مہدی ہیں کیونکہ ابن ماجہ "کنز العمال و مسند احمد بن حنبل کی قوی روایت میں ہے **لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم** اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے بلکہ یہ ضعیف ہے کیونکہ اس روایت میں محمد بن خالد الجندی ضعیف ہے **قال البیہقی ہذا حدیث تفرد بہ محمد بن خالد الجندی وھو ضعیف** ترجمہ۔ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو صرف محمد بن خالد نے بیان کیا جو کہ ضعیف ہے اور اسی طرح حافظ ابو عبداللہؒ فرماتے ہیں کہ محمد بن خالد الجندی مجہول ہے لہٰذا اس کی روایت مذکورہ ضعیف ہے۔ اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے تہذیب التہذیب ص ۱۲۵ ج ۹ میں لکھتے ہیں کہ محدث ابانؒ فرماتے ہیں کہ محمد بن خالد متروک ہے اور یہی وجہ ہے کہ ابن ماجہ کی یہ مذکورہ روایت باب خروج المہدی ص ۳۰۹ میں موجود نہیں ہے اور یہ روایت باب فتنۃ الدجال و خروج عیسیٰ ابن مریم ص ۳۰۵ میں موجود ہے اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ محدث ابن ماجہ کے نزدیک بھی مہدی اور عیسیٰ ابن مریم ایک نہیں۔ ورنہ ان کو الگ الگ باب قائم کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ بہرحال خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرزائی اسد اللہ کاشمیری کے بیہودہ اعتراضوں کی وجہ سے امام مہدی کے متعلق جو ضروری عقیدہ ہے اس کو چھوڑا نہیں جاسکتا اور ظہور امام مہدی کا عقیدہ مسلمانوں کے عقائد میں شامل ہے چنانچہ مولانا عبدالعزیز پرہاروی اپنی کتاب نبراس شرح عقائد کے ص ۵۴۴ میں فرماتے ہیں کہ ظہور امام مہدی کی کل روایات اٹھتر (۷۸) ہیں جن میں سے پچاس (۵۰) مرفوع روایتیں اور اٹھائیس (۲۸) آثار ہیں اور ان متواتر احادیث کی وجہ سے ظہور امام مہدی پر ایمان رکھنا واجب و ضروری ہے اور امام سفارینیؒ اپنی کتاب قصیدۃ العدۃ ص ۸۰ ج ۲ میں فرماتے ہیں کہ ظہور امام مہدی پر ایمان لانا واجب ہے جس طرح کہ علماء محققین کے نزدیک مقرر ہوچکا اور اہلسنت و الجماعت کی تمام عقائد کی کتابوں میں درج ہو کر محفوظ ہوچکا۔ اسی لئے علامہ اقبالؒ نے ضرب کلیم میں بہت اچھا فرمایا ہے۔

دنیا کو ہے اس مہدی برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگاہ زلزلہ عالم افکار

گوشۂ کتب

تبصرہ کیلئے کتاب کی دو جلدوں کا آنا ضروری ہے

از۔ سہیل باوا

۱۰ ہزار سالہ کیلنڈر

مرتب۔ جناب عبدالصمد صاحب۔

قیمت علاوہ ڈاک خرچ۔ ۱۲ روپے۔

ملنے کا پتہ۔ جناب عبدالصمد صاحب ۳۴/A اورنگی ٹاؤن کراچی نمبر ۳۱۔

یہ کیلنڈر جناب عبدالصمد صاحب نے بڑی محنت اور کاوش سے ترتیب دیا ہے۔ جو دس ہزار سالوں پر مشتمل ہے۔ اگر آج سے سو سال قبل یکم جنوری کا دن معلوم کرنا چاہیں کہ اس دن کون سا دن تھا تو آپ کیلنڈر میں دیئے گئے نقشے اور اس کے نیچے دی گئی ہدایات کے مطابق معلوم کرسکتے ہیں کہ اس تاریخ کو کون سا دن تھا۔ اس پر کیلنڈر کے مرتب نے خاصی محنت کی ہے اور وہ داد کے مستحق ہیں۔ اس کیلنڈر کے درمیان نیلے رنگ کا ایک دائرہ دیا گیا جو دن اور رات کو ظاہر کرتا ہے۔ اس دائرے کے درمیان دنیا کا نقشہ ہے۔ دائرے اور نقشے میں سائنسی معلومات دی گئی ہیں۔ مثلاً "بادل" زمین سے کتنے اوپر ہوتے ہیں یعنی بادلوں اور زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہوتا ہے۔ بادلوں کی تصویر دے کر نیچے لکھا ہے کہ بادلوں کا فاصلہ زمین سے ۱/۲ میل سے ۵ میل تک ہوتا ہے یہ اور دیگر بہت سی معلومات دی گئی ہیں جو سائنس کے طالب علموں اور اس کا ذوق رکھنے والوں کے لئے انتہائی مفید ہیں۔

ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس کیلنڈر میں حضور تاجدار ختم نبوت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوئے ان کی فہرست دی گئی ہے اور ان کے اجمالی دعاوی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان کی کل تعداد ۳۷ لکھی ہے۔

یہ کیلنڈر قیمتی معلومات کا خزینہ ہے۔ کیلنڈر کی طباعت میں اس بات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ اس پر پلاسٹک کوٹنگ کردی گئی ہے تاکہ یہ زیادہ سے زیادہ عرصہ تک محفوظ رہے۔ اس موضوع سے جو حضرات دلچسپی رکھتے ہیں ان سے ہماری گزارش ہے کہ وہ مرتب کیلنڈر کی حوصلہ افزائی کریں اور اسے ضرور حاصل کریں۔

الاربعین للدرخواستی یعنی چہل حدیث

مولف۔ مولانا انیس الرحمان درخواستی استاذ الحدیث و التفسیر و ناظم تعلیمات و نائب مہتمم جامعہ عبداللہ ابن مسعود خانپور ضلع رحیم یار خان۔

قیمت۔ درج نہیں۔

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ اس خوبصورت کتابچہ میں حضور تاجدار ختم نبوت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس احادیث مبارکہ پیش کی گئی ہیں۔ عام طور پر چہل حدیث کے نام سے متعدد کتابچے شائع ہوچکے ہیں لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ ان کا موضوع صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ حضرت مولانا انیس الرحمان صاحب درخواستی صاحب کی یہ کوشش منفرد معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے کتابچہ میں مختلف عنوانات پر احادیث کو جمع کردیا ہے۔ جیسا کہ کتاب سے ظاہر ہے مولانا انیس الرحمان صاحب کی یہ پہلی کاوش ہے۔ لیکن کتاب پڑھنے والا یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ وہ کوئی کہنہ مشق مصنف ہیں۔ ہمارے ملک میں ایک گروہ ایسا پیدا ہوچکا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا منکر ہے۔ کتابچہ کے شروع میں جہاں علم حدیث کی تعریف، غرض، فضیلت، ضرورت حدیث کے موضوع پر روشنی ڈالی گئی ہے وہاں منکرین حدیث کے پیدا کردہ شبہات کا جواب بھی نہایت آسان اور عام فہم انداز میں دیا گیا ہے۔ دہریے جو خدا کی ذات کے منکر ہیں ان کی تردید بھی کی گئی ہے اور وجود باری تعالیٰ جل جلالہ پر عقلی و نقلی دلائل دیئے گئے ہیں جو خاصے دلچسپ ہیں۔ کتاب میں صرف احادیث اور ان کے ترجمے کا ہی اہتمام نہیں کیا گیا بلکہ بعض اہم احادیث کی تشریح بھی کی گئی ہے۔

جیسا کہ شروع میں ذکر کیا گیا کتاب میں مختلف عنوانات پر حدیثیں جمع کی ہیں مثلاً "حقیقت ایمان" "نماز" روزہ" حج" زکوٰۃ" جہاد" رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنا" نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا" آمین آہستہ کہنا" امام کی اقتدا میں قرات نہ کرنا" غائبانہ نماز جنازہ نہ پڑھنا" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے روضہ مبارک میں زندہ ہونا وغیرہ وغیرہ۔ ان عنوانات کی احادیث آپ کو اس کتاب میں یکجا ملیں گی۔ یہ کتاب دریا بکوزہ کا مصداق ہے۔ کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس کتاب کو حافظ الحدیث یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم نے سن کر مسرت کا اظہار فرمایا اور باوجود ضعف اور بیماری کے دو حدیثیں تحریر کرائیں اور اپنے دست مبارک سے تعویذ بھی لکھ دیا جو کتاب میں

باقی صفحہ ۲۹ پر

اخبار ختم نبوت
خبریں رپورٹیں تبصرے

کھڈیاں قصور میں ختم نبوت کانفرنس سے علماء کرام کا خطاب

قصور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کھڈیاں خاص قصور میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت حضرت مولانا محمد نعیم اللہ فاروقی نے کی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا خدا بخش شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزائیو ہم تمہارے دشمن نہیں۔ تم بھٹکے ہوئے ہمارے بھائی ہو اسلام قبول کرلو۔ ہم تمہیں سینے سے لگانے کو تیار ہیں۔ اگر اسلام قبول نہیں کرو گے تو تمہاری ارتدادی سرگرمیاں نہیں چلنے دیں گے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزا قادیانی گستاخ خدا' گستاخ رسول' گستاخ صحابہ' گستاخ اہلبیت ہے۔ مرزائی طعنہ دیتے ہیں کہ علماء کرام گالیاں دیتے ہیں حالانکہ ہم گالیاں دیتے نہیں بلکہ مرزا کی گالیاں پڑھ کر سناتے ہیں۔ مولانا شجاع آبادی نے مرزا قادیانی کی کتابوں سے جب گالیاں پڑھ کر سنائیں تو مجمع سے لعنت لعنت کی صدائیں بلند ہوئیں۔ انہوں نے کہا کہ مرزا گالیوں کا پیغمبر تو ہو سکتا ہے۔ لیکن خدا کا نہیں۔ مولانا نے دعوت و تبلیغ کے انداز میں تقریباً" ایک گھنٹہ خطاب کیا۔ صدر جلسہ مولانا نعیم اللہ فاروقی نے خطاب کرتے ہوئے کہا جو خدا اور رسول کا دشمن ہے وہ نہ ہمارا دوست ہے اور نہ ہی رشتہ دار۔ انہوں نے قادیانیوں سے مکمل مقاطعہ کی اپیل کی۔ مولانا نے خطاب کرتے ہوئے نوجوانوں سے کہا کہ موت' بیماری' ایکسیڈنٹ اور حادثہ سے بھی آسکتی ہے۔ کیوں نہ ہم اپنی زندگیاں حضور کی عزت و ناموس کے لئے وقف کردیں۔ مولانا فاروقی نے ختم نبوت کا یونٹ قائم کرنے کی اپیل کی۔ پچاس کے قریب نوجوانوں اور بوڑھوں نے ختم نبوت کے لئے تن' من' دھن قربان کرنے کا عہد کیا۔ پروگرام سے پہلے مرزائیوں نے دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ یہاں جو مولوی آئے گا واپس نہیں جائے گا۔ اگر کوئی مولوی آئے تو اپنے جنازے کے لئے چارپائی ساتھ لے کر آئے۔ لیکن پروگرام کے داعی قاری عبدالرحمان عزیزی نے ان کی دھمکیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پروگرام رکھا جو بحمدہ تعالیٰ کامیاب رہا۔ خداوند قدوس پروگرام کو مرزائیوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض قاری ناصر محمود تبسم نے سرانجام دیئے۔

لاہور میں مختلف مکاتب فکر کے راہنماؤں کا اجلاس

لاہور۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر مختلف دینی جماعتوں کے رہنماؤں کا اجلاس جامع مسجد زینب بندروڈ میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا محمد نعیم اللہ فاروقی نے کی۔ اجلاس میں مولانا عبدالقیوم' مولانا محب النبی' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' قاری خادم حسین' مولانا عاشق حسین' قاری زاہد اقبال' قاری گلزار احمد' مولانا حفیظ الرحمان سمیت کئی ایک رہنماؤں نے شرکت کی۔ اجلاس میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ تحریک ختم نبوت کو نئے سرے سے منظم کیا جائے۔ نیز علماء کرام نے کہا کہ ختم نبوت سمیت امت مسلمہ کے چودہ سو سالہ متفقہ عقائد کے خلاف کسی عدالت کا فیصلہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اگر کوئی ایسا فیصلہ ہوا تو اس کی بھرپور مزاحمت کی جائے گی۔ ایک قرارداد میں امریکہ کی مرزائیت نوازی کی پرزور مذمت کی گئی۔ اخباری ذرائع کے مطابق امریکہ نے پاکستان کی اقتصادی امداد کی بحالی کے لئے مرزائیوں کے خلاف کئے گئے قانونی اقدامات واپس لینے کی شرط عائد کی ہے۔ کہا گیا کہ امریکہ کی ایسی کوئی امداد قبول نہ کی جائے۔ ایک اور قرارداد میں جاپان سمیت چار اہم ممالک میں قادیانیوں کے سفیر کی حیثیت سے تقرری پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کی ہمدردیاں اسلام اور ملک دشمن طاقتوں کے ساتھ ہیں لہٰذا انہیں واپس بلا کر ان کے قائم مقام محب وطن مسلمان سفیر مقرر کئے جائیں۔ نیز انہیں فوج میں کمیشن نہ دیا جائے۔ ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ شناختی کارڈ کے بارے میں سابقہ حکومت کے فیصلہ کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

ربوہ کا نام تبدیل کرکے صدیق آباد نہ رکھنا قادیانیت نوازی ہے

فیصل آباد۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے نئے صوبائی وزیراعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانی غیر مسلم مرتدوں کی بستی ربوہ کا نام تبدیل کرکے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک نام پر صدیق آباد رکھا جائے اور صوبائی محکمہ بلدیات' بورڈ آف ریونیو پنجاب اور ڈویژنل کمشنر فیصل آباد کے درمیان سرخ فیتہ ختم کیا جائے جبکہ قادیانیوں کو آئین کے مطابق غیر مسلم اقلیت قرار دیا جاچکا ہے' سرگرمیوں پر پابندی لگائی جاچکی ہے تو ربوہ کا نام تبدیل کرکے صدیق آباد نہ رکھنا قادیانیت نوازی ہے اور قادیانی ربوہ کے نام سے مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ چنیوٹ کو ضلع اور ربوہ کو تحصیل کا درجہ دینے کا بھی جلد اعلان کیا جائے۔

ملعون رشدی کو سزائے موت دلوانے کے لئے پاکستان کے حوالے کیا جائے

فیصل آباد۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے برطانوی وزیراعظم جان میجر کی طرف سے "شیطانی کتاب" کے مصنف ملعون رشدی کو پناہ دینے اور حمایت کرنے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت اور شان میں گستاخی کرنے والے شاتم رسول رشدی لعنتی کو سزائے موت دینے کے لئے پاکستان یا سعودی عرب کی حکومت کے حوالے کرے۔ مولوی فقیر محمد نے کہا کہ انگریز سامراج نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جہاد کو حرام قرار دینے کے لئے قادیان بھارت کو نبی بنایا تھا۔ جس نے سب سے پہلے انگریزوں کے خلاف جہاد کو حرام قرار دیا اور انگریز نے سیاسی مطلب براری کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو سرکاری نبی بنا کر اس کا تحفظ کیا تھا جبکہ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو مرزا غلام احمد قادیانی نے خود جعلی محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا جبکہ قادیانی خود کاشتہ پودا کو دنیا میں کہیں پناہ نہیں ملی اس جعلی نبی کے پوتے مرزا طاہر احمد کو بھی برطانیہ نے ہی پناہ دے رکھا ہے۔ یاد رہے کہ پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخانہ کتاب لکھنے پر غازی علم الدین شہید نے ایک ہندو راجپال کو قتل کیا تھا۔

مبلغ راولپنڈی کی گولڑہ شریف کے سجادہ نشین سے ملاقات

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے گولڑہ شریف کے سجادہ نشین حضرت سید نصیرالدین شاہ صاحب سے ملاقات کی۔ گولڑہ کے سجادہ نشین نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ہر

الا قوامی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا اور جماعت کے کام کو سراہا اور یقین دلایا کہ وہ قادیانیت کے مسئلہ میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کی طرح آپ حضرات کے شانہ بشانہ کام کریں گے۔ مولانا محمد علی صدیقی نے اجمالی طور پر جماعت کی کارکردگی شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کی اور شاہ صاحب سے آخر میں جماعت کے مبلغین اور معاونین کی استقامت کے لئے دعا کی۔ ملاقات ایک گھنٹہ جاری رہی۔

دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ محلہ ورکشاپی کا سالانہ جلسہ

۱۳ مئی کو دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ کا سالانہ تقسیم اسناد جلسہ جس کی صدارت حضرت مولانا خان محمد صاحب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کی۔ جلسہ سے خطاب خطیب اہلسنت حضرت مولانا عبدالحئی عابد لاہور، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا صاحب، قاضی عبدالشکور، حماوی، مولانا طیب مدنی، نواسہ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، پروفیسر محمد ادریس مفتی نے کیا۔ تمام مقررین نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام مطالبات کو دہرایا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا اللہ وسایا صاحب نے جماعت کے کام پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض راولپنڈی کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے ادا کئے۔ جب حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب اسٹیج پر تشریف لائے تو انہوں نے اجمالی طور پر جماعت کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ جب سے جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت بنی ہے آج تک اس جماعت کی سرپرستی اور امارت وقت کے ولی کامل کے ہاتھ میں ہے۔ جن میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور آج حضرت مولانا خواجہ خان صاحب، آپ حضرات کے سامنے موجود ہیں۔ آخری مقرر سے پہلے حضرت مولانا خان محمد صاحب اور تعلیم القرآن کے شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمان شاہ اور قاری محمد امین صاحب نے فارغ ہونے والے طلباء کی دستار بندی کی جلسہ کی نگرانی فیصل مسجد اسلام کے امام و پروفیسر قاری محمد افلاق مدنی فاضل مدینہ یونیورسٹی نے کی۔

لاہور ہائی کورٹ نے کھاریاں کے مشہور مقدمہ قتل میں چار ملزمان کو ضمانت پر رہا کر دیا

لاہور (پ ر) لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس ایس ایم زبیر نے کھاریاں کے مشہور مقدمہ قتل جس میں ۳۸ ملزمان کو تین قادیانیوں کے قتل اور اس کے علاوہ اقدام قتل، آتش زنی اور لوٹ مار کے الزام میں چالان کیا گیا تھا۔ جہاں سے قمرالزمان، غلام سرور، محمد امین اور شاید سلیم کو مسماۃ نبیلہ کے قتل کے جرم میں زیر دفعہ نمبر ۳۰۲-اے سات سات سال سزا اور دس دس ہزار روپیہ جرمانہ۔ مسماۃ حمیدہ اور اس کی لڑکیوں پر قاتلانہ حملہ کے جرم میں زیر دفعہ ۳۰۸-ت پ پانچ پانچ سال سزا اور پانچ پانچ ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی گئی تھی جس کے خلاف ملزمان نے اپیل دائر کی تھی۔ ملزمان کی طرف سے مسٹر محمد اسماعیل قریشی سینئر ایڈووکیٹ نے دفعہ نمبر ۴۲۶ تعزیرات پاکستان کے حوالے سے ملزمان کی سزا معطل کئے جانے کی درخواست پیش کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ جس گاؤں میں یہ واقعہ بتلایا گیا ہے وہاں قادیانی مسلمان ہوتے جا رہے تھے جس پر قادیانیوں نے ایک مسلمان (احمد خان شہید) کو قتل کر دیا۔ نو مسلم حضرات کے گھروں کو آگ لگانے کی کوشش کی اور الٹا مسلمانوں کو اس جھوٹے کیس میں ملوث کر دیا۔ قانونی طور پر ملزمان ضمانت کے مستحق ہیں کیونکہ ایک سال گزرنے کے بعد بھی اپیل زیر سماعت نہیں آرہی حالانکہ عدالت عالیہ نے ممکنہ فوری سماعت کا حکم بھی صادر کیا تھا۔ فاضل جج نے مسٹر اسماعیل قریشی کے موقف کو قبول کرتے ہوئے ان چاروں ملزموں کی سزا معطل کرکے انہیں ضمانت پر رہا کر دیا ہے۔

○ کیا کسی پرائیویٹ ادارے میں قادیانی کو ملازم رکھا جا سکتا ہے؟
○ کیا اس کے ساتھ یا اس کے ماتحت کام کرنا درست ہے؟
ایک سوال اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کا جواب

سوال:۔ آپ سے ایک اہم دینی مسئلہ کے بارے میں چند سوالات کرنے ہیں۔ یہ مسئلہ ذاتی نہیں بلکہ پوری امت کا ہے۔ بدقسمتی سے دین کی دوری کے باعث امت دن بدن دینی حمیت اور دینی غیرت سے بھی عاری ہوتی جا رہی ہے۔ ایک ایسا عقیدہ جو ہماری "ضروریات دین" میں سے ہے اس کو ایک چھوٹا مسئلہ سمجھ کر نظر انداز کیا جا رہا ہے اور رونا یہ ہے کہ یہ طرز عمل ان لوگوں کا ہے جو معاشرے میں معزز اور دیندار سمجھے جاتے ہیں۔ "نماز" روزہ کے پابند ہیں۔ وہ مسئلہ دراصل "ختم نبوت" کا ہے۔ میرا پہلا سوال یہ ہے کہ قادیانی جو باجماع امت کافر، مرتد اور واجب القتل ہیں۔ ان کو آیا ایک مسلمان کاروباری ادارہ میں ملازم رکھا جا سکتا ہے اور کوئی اہم کلیدی عہدہ دیا جا سکتا ہے؟ حکومتی ادارہ کی بات نہیں ہو رہی بلکہ پرائیویٹ اداروں کی بات ہو رہی ہے۔ کیا کوئی مسلمان اس بات کو گوارہ کر سکتا ہے کہ اس کے ادارہ میں ایسا شخص پل رہا ہو جو جھوٹے نبی کا پیروکار ہو اور اس کی تنخواہ جو اسے دی جاتی ہو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف استعمال ہو؟ اس ادارہ کے مالکان جو قادیانیوں کو اپنے ہاں ملازم رکھتے ہیں کا طرز عمل قرآن و حدیث کی روشنی میں کیسا ہے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ ایسے ادارہ کے دیگر ملازموں پر کیا فرض عائد ہوتا ہے۔ اگر مالکان کو سمجھانے کے باوجود وہ مالک اس قادیانی کو نکالنے پر تیار نہ ہوں تو کیا دینی حمیت اس بات پر مجبور نہیں کرتی کہ ایسے قادیانی افسر کے ماتحت کام نہ کیا جائے اور استعفیٰ دے دیا جائے؟ ایسی صورت میں اللہ جل شانہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کی محبت کیا تقاضا کرتی ہے؟ دراصل ایک شخص نے اپنے مالکان کو قادیانی فتنے کے بارے میں سمجھایا پر وہ نہ سمجھا اور قادیانی کو اپنے ہاں نوکری سے الگ کرنے پر تیار نہ ہوا لہٰذا اس شخص نے نوکری یہ کہہ کر چھوڑ دی کہ میں قادیانی کے ساتھ کام نہیں کر سکتا۔ اب باقی دنیا والے جن میں بڑے دیندار لوگ بھی ہیں اس بات پر شدت سے نکتہ چینی کر رہے ہیں کہ ایسا کیوں کیا۔ وہ قادیانی ہے تو اپنی جگہ تمہارا کیا لیتا ہے۔ آخر ہندو، پارسی، سکھ، عیسائی اور دوسرے غیر مسلم بھی تو ہیں۔ بہت سمجھایا لیکن نہیں سمجھتے۔ اب آپ سے رجوع کیا ہے۔ براہ کرم اس مسئلہ کا مفصل حل لکھیں اور اسے "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے کالم میں ضرور چھپوا دیں۔ میں آپ کا بہت مشکور رہوں گا۔

(اعجاز محمود، کراچی)

جواب:۔ قادیانیوں کو مسلمانوں کے اداروں میں کام کی اجازت دینا دو وجہ سے ناجائز ہے۔ اول یہ کہ قادیانی مرتد اور زندیق ہیں اور شرعی حکم کے مطابق واجب القتل ہیں اس لئے ان کا حکم دوسرے کافروں سے مختلف ہے۔ کسی مرتد کو مسلمانوں کے اداروں میں ملازم رکھنا ناجائز ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر قادیانی اپنی تنخواہ کا ایک حصہ اپنے کفر و ارتداد کی تبلیغ پر خرچ کرتا ہے۔ ان کو ملازم رکھنا گویا بالواسطہ ان کی ارتدادی مہم میں اعانت کرنا ہے۔ جس شخص نے سیٹھ کے اس غلط طرز عمل کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے استعفیٰ دیا اس نے اسلامی اور ملی غیرت کا ثبوت دیا۔ جو لوگ اس پر نکتہ چینی کرتے ہیں ان کا موقف غلط ہے۔

قادیانی لٹریچر ضبط کرنے پر کسٹم کے عملے کو مبارکباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کا اجلاس زیر صدارت آغا سید محمد صاحب بمقام دفتر ہذا بروز پیر بتاریخ ۱۲ مئی ۱۹۹۳ء بوقت آٹھ بجے شب منعقد ہوا اس اجلاس کو حضرت مولانا بشیر احمد صاحب نے آگاہ کیا کہ قادیانیوں نے اپنا لٹریچر برطانیہ سے پاکستان اسمگل کرنے اور پھر اس لٹریچر کو وسطی ایشیا کے نئے آزاد مسلمان ممالک کو بھیجنے کا منصوبہ بنایا ہوا ہے جس کی پہلی کھیپ وطن عزیز اسمگل کی گئی مگر کسٹم کے عملے نے اپنی دینی غیرت کا مظاہرہ کیا اور لٹریچر جو کہ ٹنوں کے وزن میں تھا ضبط کر لیا۔ اس طرح ان کا منصوبہ ناکام ہوا۔ ہم کسٹم کے اس غیور عملے کو سلام کرتے ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان میں زیادہ سے زیادہ دینی اور ملی جذبہ پیدا فرمائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شیدائی بنائے۔ اس کے بعد حضرت قاری خلیل احمد صاحب نے اپنے خطاب میں زور فرمایا کہ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے دور رکھ کر ہی ان کے مذموم اور ناپاک ارادوں سے امت محفوظ رہ سکتی ہے۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے فی الفور علیحدہ کر دیا جائے تاکہ وہ اپنا اثر و رسوخ استعمال نہ کر سکیں اور عالم اسلام کے اتحاد کو پارہ پارہ نہ کر سکیں۔

فرمان رسولؐ

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نماز کے وقت اللہ کا ایک فرشتہ منادی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے آدم کے بیٹو جو آگ تم نے بھڑکائی ہے اسے بجھانے کے لئے اٹھو۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا اللہ کے گھروں کو آباد کرنے والے اور ان کی خدمت کرنے والے اللہ کے دوست اور محبوب ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ ان گناہوں سے بھی بچو جنہیں ہلکا اور معمولی سمجھا جاتا ہے اس لئے کہ یہ ہلکے گناہ آدمی کرتا رہتا ہے۔

مرسلہ: محمد سعید علوی' چکوال شہر

بقیہ: گوشۂ کتب

درج ہے۔ اس کتاب کو حاصل کر کے مندرجہ احادیث کو حفظ کریں اور لوگوں کو پہنچا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارکہ کا مصداق بنیں کہ۔

"جس آدمی نے اللہ کے دینی فائدے کے لئے چالیس حدیثیں یاد رکھیں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن

اسے "فقیہہ" یعنی دین کی خوب سمجھ رکھنے والا بنا کر اٹھائے گا اور میں اس کی سفارش کروں گا اور اس کی فقاہت کی گواہی دوں گا۔"

یاد رہے کہ حضرت مولانا انیس الرحمان صاحب درخواستی حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ کے نور سے ہیں' نوجوان ہیں۔ استاذ حدیث و تفسیر ہونے کے باوجود صاحب تصنیف بھی بن گئے۔ ہماری دعا ہے "اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ہو" آمین۔

بقیہ: بارہ مسلمہ اصول وضوابط

کے پابند طالب حق قادیانی کو اپنے شبہات پیش کرنے کا پورا پورا موقع دیں گے اور کسی قسم کی دھونس یا قانونی چارہ جوئی نہ کریں گے۔ اسے اپنا نام اور پتہ مکمل کر پیش کرنے پر اسے واقعی مخلص اور حق جو تصور کریں گے۔ نیز اسے مکمل آزادی ہوگی کہ وہ اپنے اشکالات ذاتی طور پر بھیجے یا ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعے پیش کرے۔

آخری تنبیہ۔ ہماری اس بااصول اور مخلصانہ پیشکش پر بھی اگر کوئی قادیانی صمیم قلب سے طالب حق نہ ہو بلکہ محض اپنی انانیت پر اڑ کر مرنے کی وہی ایک ٹانگ بتاتا رہے تو ہم یہ حقیقت پالینے میں مجبور ہوں گے کہ ان لوگوں کو قبر اور آخرت کے محاسبہ کی کوئی فکر اور توجہ نہیں محض جہالت اور عاقبت نااندیشی پر گامزن ہو کر ابدی ہلاکت اور غضب الٰہی کا شکار ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر قائم و دائم رکھے اور گم کردہ راہوں کو بھی ہدایت نصیب فرمائے۔ (آمین)

بقیہ: بدنظری کی بیماری

وہ پرہیز کیا جائے۔ یہ ساری چیزیں فواحش میں سے ہیں۔ جن سے ہمیں منع کیا گیا ہے۔

ٹیلی ویژن کی مصیبت اور اس کے نقصانات

ٹیلی ویژن ایک ایسی مصیبت ہے کہ اس سے فائدہ تو درکنار ظاہری و باطنی ہر طرح کے نقصان ہی نقصان ہیں۔ ظاہری نقصان تو یہ ہے کہ آنکھوں کے لئے سخت مضر۔ مغربی اقوام کے فلاسفر اور مبصرین کا کہنا ہے کہ ٹیلی ویژن مجموعی حیثیت سے انتہائی مضر ہے۔ امریکن مبصرین کی رائے ہے کہ امریکن لڑکے' لڑکیاں اور نوجوان ٹیلی ویژن پر مار دھاڑ کے قصے اور مناظر دیکھ کر روزمرہ کی زندگی میں "حقیقتاً" ان باتوں کو کر گزرتے ہیں۔ اکثر بینکوں میں جو ڈاکے پڑتے ہیں ان کے طور طریقے ٹیلی ویژن اور سینما کی فلموں سے سیکھتے ہیں۔ یہ خرابی مغربی ممالک ہی پر موقوف نہیں ہے۔ اکثر اخباروں کی خبروں سے پتہ چلتا ہے کہ مشرقی ممالک میں بھی آئے دن جو جرائم کے واقعات' چوری' جیب تراشی' نقب زنی اور عورتوں پر مجرمانہ حملے ہوتے ہیں وہ نوجوانوں نے ٹیلی ویژن اور سینما سے سیکھے ہوتے ہیں۔ مغربی ماہرین طب ہی کی یہ بھی رائے ہے کہ گھنٹوں روزانہ ٹیلی ویژن دیکھنے سے آنکھوں کو سخت نقصان پہنچتا ہے اور جسم کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔

بدنظری کے متعلق بزرگوں کے ارشادات

۱۔ پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے کو جو وصیتیں فرمائی ہیں ان میں ایک وصیت یہ بھی ہے کہ امردوں' عورتوں' بدعتیوں' دولت مندوں اور عام آدمیوں کے ساتھ صحبت نہ رکھ۔ اس سے تیرا دین جاتا رہے گا۔

۲۔ ایک بزرگ خاص امردوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو اپنی بارگاہ سے مردود کرنا چاہتے ہیں اس کو لڑکوں کی محبت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

۳۔ امام ابن الجوزی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنکھیں نیچی رکھنے کا حکم فرمایا ہے کیونکہ یہی ایک ایسا طریقہ ہے جس سے دل بلا خوف و خطر اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ ہو جاتے ہیں۔

۴۔ حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ لڑکی کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے اور امرد کے ساتھ دو شیطان۔ میں اپنے نفس پر اس کے دو شیطانوں سے ڈر گیا۔

بقیہ: مولانا محمد رمضانؒ

میں ہوں اس بحر حوادث میں وہ موج بے قرار زندگی جس کے لئے ساحل سے ٹکرانے میں ہے

وہ کچھ دنوں سے تھکے تھکے محسوس ہو رہے تھے۔ انہوں نے اگلے سفر کی تیاری شروع کر دی تھی۔ وہ دنیاوی معاملات سے بے نیازی برتنے لگے تھے۔ انہوں نے معاملات اپنے صاحبزادے عبدالجلیل کے سپرد کر دیئے تھے اور محسن نقوی کے مطابق خود تیار تھے۔

تھکن تو اگلے سفر کے لئے بہانہ تھا\
اسے تو یوں بھی کسی اور سمت جانا تھا\
وہی چراغ بجھا جس کی لو قیامت تھی\
اسی پہ ضرب پڑی جو شجر پرانا تھا

مولانا محمد رمضانؒ نے ۱۴ اپریل ۱۹۹۳ء کو سوا نو بجے جنرل اسپتال لاہور میں وفات پائی اور ۱۵ اپریل بروز جمعرات بوقت دس بجے بعد از نماز جنازہ مدرسہ عربیہ تبلیغ الاسلام کے صحن میں مدفون ہوئے۔ ان کی یاد ہماری زندگیوں کا حصہ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی اگلی منزل آسان بنا دے۔ (آمین)

آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

(اناللہ وانا الیہ راجعون)

بقیہ : فرقہ واریت کا الزام

نادم واپس نہیں دیکھ سکتے۔ اور انہی اپنی پیدا کردہ کرناکیوں کا شکار ہو کر اللہ کو پیارے ہو جائیں گے۔

جناب صدیقی صاحب! گڑے مردوں کو اکھاڑنے میں بھی بہت ماہر و حاذق اور ذکی الحس نظر آتے ہیں۔ گو ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ذی شان کے تحت اس کو ہی اپنانے میں سعادت دارین سمجھتے ہیں۔

لا تذکروا موتاکم الا بخیر۔

ترجمہ۔ "اپنے مردوں کا ذکر بھلائی سے کرو۔"

لیکن بات چل نکلی ہے چلتے دو جہاں تک پہنچے۔ لیکن اس کے ذمہ دار خود صدیقی صاحب ہوں گے کیونکہ البادی اظلم پہل کرنے والا ظالم ہوتا ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم قلم کو مزید مہمیز لگائیں۔ ہم جناب بھٹو صاحب کے دور میں برپا "تحریک ختم نبوت" کا ایک واقعہ نذر قارئین کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ تحریک ختم نبوت کے سالار و صدر شیخ الاسلام حضرت الاستاذ مولانا محمد یوسف بنوری تھے۔ خود بھٹو کی خواہش پر ان کی ملاقات کا اہتمام کیا گیا۔ جناب بھٹو صاحب نے اپنی لاابالی طبع سے مجبور ہو کر کہا کہ۔

"آپ مجھے دبانا چاہتے ہیں اور بین الاقوامی سطح پر مجھے رسوا اور بدنام کرنا چاہتے ہیں؟"

حضرت الاستاذ بنوریؒ نے جواب میں فرمایا۔ "ہم آپ کو دبانا چاہتے ہیں اور نہ ہی بدنام کرنا چاہتے ہیں بلکہ آپ کو ایک موثق دلیل' برھان اور دستاویز تھمانا چاہتے ہیں کہ آپ بین الاقوامی سطح پر یہ جواب دے سکیں کہ یہ سب مسلمانوں کا اجتماعی نصب العین تھا کہ قادیانیوں کو خواہ لاہوری ہوں یا کہ ربوی' سرکاری سطح پر اقلیت قرار دے دیا جائے۔ میں پاکستان کے مسلمانوں کے اس ہمہ جہتی مطالبہ کو کیسے نظر انداز کر سکتا تھا۔"

جناب بھٹو نے فرمایا۔ "آپ مجھے مروانا چاہتے ہیں؟"

حضرت بنوریؒ نے اس پر جواب دیا۔ "اس سے بڑھ کر آپ کی سعادت عظمیٰ کیا ہوگی کہ آپ آنے والی تاریخ میں شہید ختم نبوت سے یاد کئے جائیں۔"

بھٹو صاحب لاجواب ہو گئے۔

یہ ہے اصل حقیقت جس کو صدیقی صاحب نے جھوٹ اور منافقت کی سیڑھی اور بڑاگی پر چڑھ کر رائی کا پہاڑ بنا دیا۔ جناب بھٹو صاحب اور حضرت بنوریؒ کے درمیان اس مکالمہ سے یہ سمجھنے میں کوئی دشواری محسوس نہیں ہوتی کہ "تحریک ختم نبوت" کے بارے میں ان کے ناپاک عزائم کیا تھے اور قلبی واردات کیا تھیں؟ یہ علیحدہ بات ہے کہ ان کو ختم نبوت کے پروانوں کے مطالبہ پر جھکنا پڑا اور مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مجبوراً فیصلہ کرنا پڑا۔

باقی آئندہ

ضروری وضاحت

سیالکوٹ کے ملک منظور الٰہی کا عالمی مجلس سے کوئی تعلق نہیں ہے

جماعتی رفقاء' دینی حلقہ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ سیالکوٹ کے ملک منظور الٰہی کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ ہی وہ مرکزی اور نہ ہی مقامی جماعت کے عہدے دار ہیں۔ حتیٰ کہ ان کی رکنیت بھی ختم کی جا چکی ہے۔ اس وضاحت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بعض سرکاری خطوط سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے آپ کو جماعت کا عہدے دار ظاہر کرتے ہیں۔ جو خلاف واقع ہے۔ اسی طرح اپنے طور پر وہ ایک رسالہ نکالتے ہیں۔ جس کا جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ ہی اس میں شائع ہونے والی کسی بھی تحریر کی جماعت ذمہ دار ہے۔ موصوف کی اب عادت یہ ہے کہ وہ اوٹ پٹانگ عبارت پر مشتمل خطوط سرکاری حلقوں کو بھیجتے ہیں۔ پھر ایک حلف نامہ (جسے وہ مجلس کا ظاہر کرتے ہیں حالانکہ واقع میں وہ مجلس کا حلف نامہ نہیں ہے) بھیجتے ہیں جو اسے پر نہ کرے اسے قادیانی لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ انتہائی افسوس ہوا کہ انہوں نے پچھلے دنوں صدر مملکت جناب غلام اسحاق خان کو قادیانی لکھ دیا حالانکہ ایک مسلمان کو قادیانی لکھنا اسے گالی دینے کے مترادف ہے۔ ہمیں اس پر سخت شرمندگی اور افسوس ہوا۔ اس طرح اس کی بیہودہ اور فضول تحریروں کا دشمن (قادیانی) ریکارڈ بنا رہے ہوں گے۔ ۱۳/جون ۱۹۹۱ء کو عالمی مجلس نے اس کے متعلق ایک اعلان کیا تھا اور اس سے لاتعلقی ظاہر کی تھی۔ آج ہم پھر ہر عام و خاص سے عرض کئے دیتے ہیں کہ ملک منظور الٰہی کے کسی بھی خط یا اس کی طرف سے شائع ہونے والے ہینڈبل یا اس کے پرچہ میں شائع ہونے والی اس قسم کی کسی بھی تحریر سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ذیل میں ہم ۱۴/جون ۱۹۹۱ء کو ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کے جلد ۱۰/ شمارہ ۳ میں شائع ہونے والے اعلان کو دہرا دیتے ہیں تاکہ ہر ایک کو معلوم ہو کہ اس کی کسی بھی بات سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ اعلان یہ ہے۔

انتہائی ضروری اعلان

سیالکوٹ کے جناب ملک منظور الٰہی صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مثالی خدمات سرانجام دیں خصوصاً کراچی قیام کے دوران اس کاز کے لئے ان کی خدمات قابل رشک تھیں۔ پاکستان میں آنے والی ہر حکومت کی بدترین قادیانیت نوازی' مرزائیوں کے بدترین عقائد اور ان کی دہشت گردی کا ان کی طبیعت پر اتنا اثر ہے کہ اب ان کی اس بڑھاپے میں طبیعت جذباتی ہو گئی ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے اجلاس مورخہ ۲/مارچ ۱۹۹۱ء منعقدہ مرکزیہ ملتان میں جناب ملک منظور الٰہی کو ان کی سابقہ خدمات پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے آئندہ کے لئے ہر قسم کی جماعتی ذمہ داریوں سے علیحدہ کر دیا ہے۔ مگر اس کے باوجود اب حکومتی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ وہ اب بھی اپنے آپ کو جماعت کا نائب امیر ظاہر کر کے خط و کتابت کر رہے ہیں۔ حکومت' جماعتی رفقاء کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اب ان کا جماعت میں کسی بھی قسم کا عہدہ نہیں ہے۔

موصوف سے بھی گزارش ہے کہ اب وہ جماعت کے نام کو کسی بھی طرح استعمال میں نہ لائیں۔

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان' پاکستان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

آٹھویں عالمی ختم نبوۃ کانفرنس

بمقام
جامع مسجد برمنگھم
۱۸۰ بیلگریو روڈ برمنگھم

مورخہ یکم اگست ۱۹۹۳ء بروز اتوار صبح ۹ بجے تا شام [illegible] بجے

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
(حدیث)

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا
خان محمد صاحب
مدظلہ العالی
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلہ ختم نبوت ● حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام ● مسئلہ جہاد ● قادیانیت کے عقائد و عزائم
● مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور انکی دہشت گردی — کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ
ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دینگے اور ان کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت 35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو ۹-۹ ایچ زیڈ یو کے فون 071-737-8199